سوزِ جگر

(بزبانِ اُردو)

رجیدہ غلام محمد وگے

پیٹھ دیالہ گام تحصیل و ضلع اسلام آباد

بیادِ شہید لختِ جگر شاہنوازہ

سوزِ جگر

غلام محمد وگے رجیدہؔ

پیٹھ دیالہٕ گام تحصیل و ضلع اسلام آباد

بیاد شہید لختِ جگر شاہنوازہ

نام کتاب	:	سوزِ جگر
مصنف	:	رجیدہ غلام محمد وگے
سال طباعت	:	۲۰۱۳ء
قیمت	:	۲۰۰ روپیہ
کمپیوٹر کتابت	:	**TFC** سنٹر سرینگر 2473818
طباعت	:	**الحیات** پرنٹو گرافرس، سرینگر 9419403126

فہرست

❁❁❁

تعارفِ شاعر

نام: غلام محمد، والد: محمد شعبان وگے برادر فتاح وگے، سکونت پیٹھ دیالگام، جدی سکونت: سوٹک پورہ تحصیل بیج بہاڑہ، ضلع اسلام آباد کشمیر۔

قدرت کارساز نے لگ بھگ سال ۱۹۴۳ء میں اس گھرانے سے آپ کو آفرید کیا پیشہ کے لحاظ سے قدیم آریائی حسب ونسب ہے۔ اپنا مال و مویشی پال کر دودھ کی آمدن سے گزر بسر کرتے آئے ہیں۔

آپ کی ایام طفلگی میں چھٹی جماعت سے ہی جسدی تکالیف نے دائمی طور گھیر لیا۔ والدین اور لاولد شدہ چچا جان فتاح وگے نے زمانہ کے میسر حکیموں، ڈاکٹروں، پیروں اور درویشوں سے دعا اور دوا کروانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی لیکن جسدی موئے نما جان پر سب بے سود ثابت ہوئے۔ انہیں حالات بے بسی میں سخت کوششوں سے درس وتدریس جاری رکھا۔ حالانکہ دو درجوں میں دو دو سال رُکنے پڑے۔

آخر ۱۹۶۱ء میں دسویں پاس کر کے بحیثیت اُستاد متعین ہوئے۔ بحالی صحت کے لیے متواتر کوششیں جاری رہیں۔ اس وقت جنوبی کشمیر کے مشہور طریقت پسند فقراء صمد صیب دیسو کوکرناگ، ممہ صیب ایکٹر برو، ویری ناگ،

سائیں صیب پنجابی، صمد راتھر دیالہ گامی وغیرہ سے وابستہ ہوتا رہا۔

لیکن صمد صیب دیسو کی پیش گوئی بہت دیر بعد درست نکلی۔ کہ سال ۱۹۶۲ء میں جناب پیر اسد اللہ صاحب ساکنہ سپر کا نلی گنڈ عیش مقام کی دامن بیعت حاصل ہوئی۔ آپ سلوک کے پکے خصوصی تابع سلسلہ نقشبندیہ اور جماعت علی، علی پورہ پاکستان سے تربیت یافتہ تھے۔

۱۹۶۵ء میں رجیدہ صاحب کی رسم ازدواجی اسلام آباد میں ایک کسان مزدور پیشہ قاضی باغ کے خواجہ علی بٹ کی بڑی بیٹی سے انجام پذیر ہوئی۔ جس براتی مجلس میں اُس وقت کے معروف اُستاد اور آفیسر گلہ میر، غلام محمد میر اور محمد عبداللہ بیگ کی شرکت رہی۔

روحانی درسگاہ میں صرف فرصت اوقات مدرسہ کے اور کوئی لمحہ بیرونی دنیا سے نہ رہا۔ اس لیے اس کی مزاج مجنونانہ اور رد خلق کی آمیزش بنی۔ ایک اُستاد ہوکر کسی ظاہرداری یا اور کسی صحبت کے متحمل نہ ہوسکتا۔ اس زمانہ کے روحانی ارتقائی حالات آپ ان کے غزلیات اردو اور کشمیری سے واقف ہوسکتے ہیں۔ مزاج میں شاعرانہ نمی بھی اُجاگر رہتی بنی۔ لیکن دیہاتی سماجی نابرابری کے بناء اس کی ذات سکوت ناپسندیدہ ہی کھٹکتی رہتی۔

روحانی مقتداں ریاض اولیاء اللہ کے در پہ حاضری کا عادی رہا خصوصاً ہمسایہ ولی جناب بدرالدین ریشیؒ کے دہلیز پر سحر خیزی کی حاضری پابندی سے جاری رہی۔ اس طرح سال ۱۹۷۲ء میں مرشد پیر اسد کے انتقال ظاہری قبل ایک سال اپنے یکتاء منازل عامل طالب رجیدہ صاحب کو خط ارشاد سے ہمیشہ کے لیے نوازا۔

بمن پیر شرح اسد شُد لُطفِ یزداں
مالک ازل باشد بر او دایم مہربان

دنیائے روحانیت میں ہمہ تن و من محویت اور جستجوئے روح پسندی میں خودی اور ناپسندی کے اور نامرغوب اجنبی شخصیات میں ایک سے اتفاقاً ملاقات ملتی رہی۔ جس کی ظاہری ادا بالکل شرعی طور مُو کے برابر جانہیں ملتی۔ اور یہ تب سے دفعتاً ہوتا رہا جب رجیدہ کی شادی اسلام آباد میں اور بہن کی موضع بدسگام میں۔ یہیں مجنونانہ جلالی مزاج اور ظاہری مَردمیت (sex left)سُلہ متو نامی مِلا کرتا تھا جو مجھے پسندیدہ آمادگی میں پیش ہوتا رہا۔ جو یہ اور کسی سے قطعاً امید سلوک نہیں ممکن ہوتا تھا۔ اُس کی یہ متواتر ادا بناء وجود پیر اسد کی عظمت عیاں ہوا کرتی اور دوسری طرف اس کی صیادانہ گرفت للچائی تھی۔ اور شکار پرسوامِ نہاں سے پکڑنے کی آرزو ثابت ہوئی۔ یہاں تک کہ سال ۱۹۷۶ء ۱۵ردسمبر شب جب کہ رجیدہ بی ایڈ کی تربیت سرینگر میں پا رہا تھا کو مخدوم شیخ حمزہؒ کے باطنی ملاقات درخانہ دیالہ گام حکم ناطق پیش کیا کہ اب کے بعد آپ کی ڈیوٹی روحی و جسدی سُلہ صیب بدسگامی کے پاس ہوگی (مکمل حالات درسوانح سلطان) یہ سراسر نادر عجوبہ ہے کہ تابع چہادرہ سلاسل خصوصاً نقشبندیہ کو عبور کر کے سجاد شاہی سے صحبت سگاں سُلہ کی شراکت تھالی اور خاک نشینی جہاں سال ۱۹۸۰ء تک جہد اور آرزوئے پیر طریقت میں فرض عین ترکِ ازدواجیت چپکی جواب مکمل طور حاوی ہوئی۔ اس طرح تحقیقاً متو کے عہد سنت ۱۲ سال اور رجیدہ کے ۱۵ سال ٹھہرے۔ اس طرح مکمل اجازت پیکرانہ سہروردیہ بنی۔ پیشہ ملازمت حلال روزگار میں رجیدہ صاحب ایم اے، بی ایڈ

کی سند کے گزٹیڈ کیڈر حاصل کیئے، اس طرح ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ویری ناگ اور پھر گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دیالہ گام رہ کر سبکدوش ہوئے اور سال ۲۰۰۱ء سے مکمل گوشہ نشینی بعد وصال فقیر ۱۹۹۰ء کے آشیانہ طریقت میں رواں دواں ہیں۔

محترم رجیدہ صاحب جن کی بظاہر جائیداد قلم باصحبت سگاں وسلطان اور پانچ اُبھرتے عمر کے بچے، تین بیٹیاں اور دو بیٹے کارواں سفینہ بنے تھے۔ اس رواں دواں سفر میں اچانک مثلِ برق ناقابل برداشت آزمائش الٰہی سے دوچار ہوئے۔ یعنی اس فقیرانہ کارواں کی میزبان پاکباشی دختر گل نوازہ اختر اول مئی ۲۰۰۴ء صبح اپنے خانہ دیوار کے باہر لگی تحریکی مزاحمتی بارود کی زد میں آکر شہداء کی صف میں شامل ہوئی۔ گویا عملاً کربلا کے بادِتُند کا سامنا کرنا پڑا۔ منشاء ایزدی کے بطفیل اس شہید کی آخری جاء پناہ جناب بدرالدین ریشیؒ نے قبل از وقت معرکہ اپنے سرہانہ درحالت باطن اجازت فرمادی تھی۔ جو وقت کے فوجی یلغار نے ناممکن بنادی۔ آخر اُس کے تعمیر نو کی مٹی سمیت دامن رشتہ ریشی بنام براڈ موجی مدفون ارم ہوئی۔

دین کے روحی دھرتی پہ جہاد اکبر میں رہے بابا
شکوہ کربلا نہ رہے جہاد اصغر کے نذر نوازہ

خدائے کُل ہمہ اوست در از ہمہ اوست اس شہودی ارتقاء میں ایمان کامل سے سرخرو فرمائے۔ آمین۔

بترجمان

خانہ رجیدہ بردوش، بشیر احمد وگے، پسرِ رجیدہ

تجزیہ سوزِ جگر

شاعروں میں شمار کرنا مقصد رجید نہیں، البتہ صدائے گرجِ قلب کی تمازت سمجھی جائے۔ سخنوری کے دنیا میں ہر اُس سخن صنفِ نظمیہ کو باری تعالیٰ نے منسوخ قرار پایا ہے جس سے کسی بھی طرح کمال تعمیرِ آدم کے رگوں میں وہ جِس دیا جائے جس سے انسانی اخلاق میں کوئی چھید پایا جائے اور نہ اُس کا بیان غیر قوموں سے چھو پائے۔ جیسا کہ دور حاضر مادیت میں ۹ سال عمر کے بچوں کو ۹۰ سالہ کتاب لطف سے آشنا کیا جارہا ہے۔ نتیجہ سامنے ہے کہ انسانی رشتوں کی بندھن خصوصاً والدین سے بچہ لختِ جگر اس پیوستگی عمل کو جبلت یا مجبوری فطرت سمجھ کر اپنی دنیا الگ بنانے اور پالنہاروں سے آنکھیں ملانے ہیں، بے مزگی محسوس کرتا ہے۔ اور شاعر لوگ اس گھاس کو تیل دینے میں تمغہ حاصل کرتے ہیں۔ غفلت اور افسوس کے سوا کچھ نہیں۔

آفتابِ مغرب نے جمہوریت کے نام پر پوری دنیا اور جہاں مشرق کے ماہ تاباں کو اپنے کمند میں لانے کے لیے چھپے آلہ یعنی جنسیات کو ہی مہلک شہد کے طور بروئے کار لانے میں اپنی کامیابی کا جُوا بنا کے رکھ دیا ہے اور

سامراجیت کے پھول کھلائے جا رہے ہیں۔

مقصد شاعری کا ہے جو اس دور میں عریاں طور روزگار زمانہ کے پسندیدہ چاشنی بنی جا رہی ہے۔ وقت کے عالموں واعظوں خصوصاً معتقداں اولیاء اللہ کے ذہن میں یہ تنکہ چبھتا نہیں، نہ ہی وہ اس کے تدارک کا گمان تک لاتے ہیں۔ بلکہ اس کے حق میں بڑھاوا دینے کی بھی موجب ثابت ہو رہے ہے۔

جن صوفیائے کرام کے بعد بلند پایہ صوفی شعراء نے ذکر اللہ کی رازداری میں اپنی سوختگی کا بیان کیا ہے اُس کو جدیدیت کے پھیلاوٴ کے لیے لباسِ تن پیکر سجا کر بمبئی کے لیلیٰ مجنون کے ادا میں پیش کر رہے ہیں۔ مجازیت کو خوب تر لطف بنا کر حقیقت کو سپرد زیر زمین کرتے ہیں اور جنسیات (sex) کی شعلہ بازیاں سو سالہ بوڑھے کو پاوٴں میں بیڑیاں ڈالتے ہیں۔ ذرا حقیقت کی طرف آیئے کہ یہ عمل کن پر بارگراں گزرتی ہے۔

اب کے دور میں ان شعراء حضرات کی گنتی کی جائے جنہیں اس قوم کے اخلاق کی طرف نظر ہے۔ یہ کتاب بنام سوزِ جگر پیش خلقاں اجراء کی جارہی ہے۔ آپ اس کے ہر شعر کو روحانی نظریہ سے پرکھنے کی توفیق حاصل کریں جہاں رجوع بسوئے کبریا بوسیلہ تصور حقیقت در ذاتِ آدمیت کی جھلک میں جلوہ فگن برآوردن و حاصل خوشنودی حق نمایاں ہے۔ رجیدہ صاحب کی روحی مشاہدگی میں جہاں وہ ریا سے قطعاً متنفر ہے اور دل کی زبان دل سے عیاں ہے۔ اس فانی دنیا سے خارداری کا سراسر سبق پیش مقصد ہے۔

یہ رہ گزر پُر خار باد گراں تُند

وجود پنہاں شہود نہر سیماب توبہ توبہ

اصل میں یہی مُدعا پیشِ نظر ہے کہ بندہ اپنی غلامی کو اتنا محسوس کرے کہ

بحرِحیات سے گزرگاہ مردانہ وار آسان نہیں
بار بار مرنے کی سحر اشک توبہ توبہ

آپ اس پورے دستاویز میں مجاذیت کی وہ کوئی بو نہیں پائیں گے جو کسی بھی طرح مادیت جنسیاتی حِس کو بیدار کر سکے۔ مراد یہی ہے کہ منازلِ تصوف میں جہاں محبوبیت کی پکار ہے وہیں خوفِ خدا اور حُب اللہ میں مصیبت و تکالیف کا زمین و آسمان ہوتا ہے۔

عدم رفتار میں آہ کروں کیا
جرم سنگین سیلاب توبہ توبہ
یہ گلشن ہستی بس غیروں کو نشاط
رجید ایسے قید بامشقت قبول لیتا کون

خاکِ سوختہ

رجیدہ

سوزِ جگر

جناب رجیدہ غلام محمد وگے صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ کشمیر کے ان اولیاء اللہ میں سے ہیں جو نہ صرف خدائے واحد کی یاد میں محو ہیں بلکہ اپنے رشحاتِ قلم کے ذریعے پڑھنے والے کو بھی اس طرف راغب کرتے ہیں۔ ابھی تک رجیدہ صاحب کے کشمیری صوفیانہ شاعری کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ رجیدہ صاحب کس طرح اپنے صوفی تجربات کو لفظوں کا جامہ پہناتے ہیں اور کس طرح ان تجربات میں عام لوگوں کو بھی شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ صوفیانہ تجربات سے گذرنا اور بات ہے اور پھر ان تجربات کو صفحہ قرطاس پر لانا بالکل اور بات ہے۔ اس کارِ مشکل کو سب لوگ کامیابی کے ساتھ انجام دینے پر قادر نہیں۔ رجیدہ صاحب کی بات ہی اور ہے۔ وہ اس مشکل ترین مرحلے کو بحسن وخوبی طے کرتے ہیں۔ ثبوت کے طور پر ان کے وہ کشمیری شعری مجموعے ہیں جو اب تک زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔

زیرِ نظر اردو شعری مجموعہ پڑھ کر بھی احساس ہوا کہ اگر چہ رجیدہ صاحب کی مادری زبان کشمیری ہے پھر بھی انہوں نے اپنے صوفی تجربات کو اردو زبان

میں ڈھالنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ یہ بات بھی اس مجموعے سے ظاہر ہوتی ہے کہ رجیدہ صاحب کے نزدیک صوفیانہ خیالات اور تجربات مجازی شاعرانہ مضامین سے زیادہ اہم ہیں۔

مجھے امید ہے کہ یہاں کے اردو اور کشمیری ادبی حلقوں اور صوفیانہ حلقوں میں اس مجموعے کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی اور یہ بھی امید کرتا ہوں کہ پڑھنے والے اس میں صرف اور صرف صوفیانہ خیالات اور تجربات سے فیض حاصل کریں گے کیونکہ یہ کتاب شاعری کی ضرور ہے لیکن اس میں مجازیت بالکل نظر نہیں آتی۔ اس کتاب میں صرف ان کا خیالات، جذبات اور تجربات کا اظہار ہے جنہیں خالص صوفیانہ کہہ سکتے ہیں۔

۵/اپریل ۲۰۰۹ء

احقر
رفیق رازؔ

سوزِ جگر: ایک تعارف

صوفیانہ کرام، بزرگان دین اور دانشوروں کی جانب سے تعمیری اور اصلاحی خیالات کا شعری وادبی اظہار کوئی نئی بات نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اردو زبان و ادب کے دور اول سے ہی صوفیاء کرام نے دین اسلام اور اخلاقیات کی ترویج و اشاعت کے لیے اردو نثر و نظم کا سہارا لیا۔ آج اس پورے برصغیر میں اردو زبان وادب کی اور دین اسلام کی جو ترقی یافتہ صورتیں نظر آتی ہیں وہ ہمارے صوفیا اور بزرگان دین کی کوششوں کی وجہ سے ہی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر زمانے میں ہمارے دینی رہنماؤں نے تبلیغ و تعلیم دین کے لیے بنیادی طور پر اردو زبان کو ہی وسیلہ کے طور پر استعمال کیا۔ اس سلسلے میں مسعود سعد سلمان، امیر خسرو، شیخ فریدالدین گنج شکر، شیخ شرف الدین، یحییٰ منیری، شیخ بوعلی قلندر پانی پتی اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے لے کر دور حاضر میں مولانا مودودی، حضرت ابوالحسن علی ندوی اور عبدالوحید خان

تک کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اس فہرست میں ایک نام حضرت غلام محمد وگے کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب غلام محمد وگے کا تعلق کشمیر کے مردم خیز علاقہ اسلام آباد کے ایک قصبہ پیٹھ دیالگام سے ہے۔ جناب وگے کی پیدائش ۱۹۴۳ میں ہوئی۔ ایام طفلگی سے ہی مختلف طرح کے عارضوں میں مبتلا رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تسلسل کے ساتھ رسمی تعلیم حاصل نہ کر سکے پھر بھی کسی طور ۱۹۶۱ء میں دسویں پاس کر کے معلم کے فرائض انجام دینے لگے۔ چونکہ وگے صاحب کی دلچسپی چونکہ رسمی دنیاوی علوم سے زیادہ روحانی علوم سے تھی اور موصوف روحانی علوم کے حصول کے لیے ہمہ وقت مصروف رہا کرتے تھے۔ اس لیے بہت جلد انہوں نے معرفت وادراک کے کئی منازل طے کر لئے۔ جناب وگے صاحب کے عارفانہ خیالات کس معیار کے ہیں اس کا اندازہ ان کی اردو اور کشمیری غزلیات اور دیگر شعری و ادبی تحریروں سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ وگے صاحب نے اپنے علاقہ کے ایک اور بزرگ ولی جناب بدرالدین رشی سے بھی خوب کسب فیض کیا۔ جناب وگے صاحب کو پیر اسد، سُلہ صیب سے بھی عارفانہ رغبت رہی ہے اور حضرت مخدوم شیخ حمزہ سے بھی باطنی تعلق رہا ہے۔ جناب رجیدہ صاحب کو بار بار دنیاوی آزمائشوں کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن کبھی بھی کسی بھی حالت میں رہ راہِ حق سے نہیں بھٹکے۔ جناب وگے رجیدہ کو خدا نے پانچ اولادوں سے نوازا جن میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل تھے۔ ایک صاحبزادی گل نوازہ ۲۰۰۴ء میں مئی کی پہلی تاریخ کو اپنے گھر کے پاس سے بارودی دھماکے کی زد میں آ کر راہی ملک عدم ہو گئیں۔

جیسا کہ ابتداء میں ذکر ہو چکا ہے جناب غلام محمد و گے رجیدہ صاحب ان اولیاء کرام میں شامل ہیں جنہوں نے عوام الناس کو صوفیانہ حقائق اور رموز سے آشنا کرنے کے لیے اردو اور کشمیری شاعری کا سہارا لیا۔ رجیدہ صاحب نے اپنے صوفیانہ کلام کا مختصر انتخاب 'سوزِ جگر' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ چونکہ خود رجیدہ صاحب نے کہا ہے کہ اس منظوم کلام کو ترتیب دینے کے پس پشت ان کا مقصد یہ نہیں کہ ان کا شمار شاعروں میں کیا جائے۔ اسی لیے ممکن ہے سوزِ جگر میں شاعرانہ محاسن اپنی بلندیوں پر نظر نہ آئیں۔ شعری اور لسانی اعتبار سے بھی بعض کمیوں کا احساس ہو تو تعجب نہیں۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ رجیدہ صاحب نے سوزِ جگر میں تصوف و اخلاق اور حق و معرفت کے حوالے سے جو تجربات اور جذبات و احساسات بیان کئے ہیں وہ اہم ہیں۔ سوزِ جگر میں ہمہ اوست کی خوشبو لفظ میں موجود ہے۔ عشق حقیقی کا منظوم اظہار رجیدہ صاحب نے شاعری کی رسمیات اور تکلفات کو خاطر میں لائے تعبیر کیا ہے۔ اسی لیے سوزِ جگر میں رجیدہ صاحب کی دل کی آواز دل سے نکل کر براہِ راست سننے اور پڑھنے والے کے دلوں میں اتر جاتی ہے۔ رجیدہ صاحب نے خود یہ دعویٰ کیا ہے کہ:

> ''آپ اس پورے دستاویز میں مجازیت کی وہ کوئی بو نہیں پائیں گے جو کسی بھی طرح مادیت کی جنسیاتی حِس کو پیدا کر سکے۔ مراد یہی ہے کہ منازل تصوف میں جہاں ''محبوبیت'' کی پکار ہے وہیں ''خوفِ خدا'' اور ''حب اللہ'' میں مصائب و تکالیف کے زمین و آسمان بھی ہوتے ہیں''۔

رجیدہ صاحب کا یہ دعویٰ غلط نہیں ہے۔ اس کا اندازہ سوزِ جگر کے سنجیدہ مطالعہ سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ قارئین کو چاہیے کہ وہ رجیدہ صاحب کے اس عارفانہ کلام کو جسے انہوں نے سوزِ جگر کا نام دیا ہے۔ شعری تصنیف سمجھ کر نہیں ایک صوفی ماضی کے عارفانہ جذبات وخیالات کا اظہار سمجھ کر مطالعہ کریں۔

انشاء اللہ سوزِ جگر قارئین کے اندر خوف خدا اور حب اللہ کی شمعیں روشن کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔

پروفیسر عبدالقدوس جاوید
شعبہ اردو کشمیر یونیورسٹی

۱۷ر مئی ۲۰۰۶ء

نوشتہ لوح بَرسرِ شہید

تقدیر فلک پہ چڑھتے اُبھرتے ماہِ تابان مڑ گیا
افسوس اے انجم سماں تاریک جہاں چھا گیا

کاروانِ فقیر سلسلہ سہروردیہ کے زنجیر بدامن ۲۵ سالہ پاکباش نیک سیرت لختِ جگر گل نوازہ اختر خادمہ زائرین آشیانہ فقر سلطانیہ دختر فقیر نادم غلام محمد وگے رجیدہ جمالیاتی طور پہلی مئی صبح ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ شہید بحق ہوئی۔

دائمی مخلص معتقد بابا بدرالدین ریشی کے روحی وصیت کے اس کی جاء مدفون اُن کے سرہالین ارشاد تھی۔ وقت نامساعد اور نارسائی کے بموجب اب یہاں مزارِ کج موج (براڈ موج) کے دامن میں حیاتِ جسد امانت آرام فرما ہے۔ رب اس شہادت فقر کو قبول فرمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیٹھ دیالہ گام
گل نوازہ دختر رجیدہ غمخوار قافلہ بےکساں
اول مئی ۲۰۰۴ء عیسوی صبح کڑک سماں پڑ گیا

وَلا تَقُولوا لِمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون

برلوح نوشتہ

کشفِ بُدھ ریشیؒ سے ہوا انتخاب شاہنواز
اس کی پسندِ رب بنی دنیا میں بے نیاز
خانہ خود کی آرہ کشی متابعت زکریا بنی
یا الٰہی سب کلید اِرم دروست نوازہ بنیں
پاک باش سندِ حوراں ظاہر و باطن انشاء اللہ
اُس کی بقا ہو درصف ملکاں لا الہ الا اللہ
یہ اَدھ کھل گلاب یکتا غریب نواز پنہاں
جس کی تلاش انہیں ہم پاش پاش بریاں
تھی اعتماد ضمانت رگ رگ توکل الا اللہ
معلوم نہ تھی عزتِ شہادت قُربت ظلِ اللہ
تھی در خانہ سخاوت مخلوق جن و انس وہم طیور
اب سے تاتب محشر دستِ ساقی یا رب منظور
سرِ بالین ریشی بحکم باطن ابدی اقرار
اپنے رشتہ میں جڑی درد امنِ گُج موج قرار
یہ ہے حقیقت خالق جس کی نہ ہو انکار
شہید ظاہر و باطن شاہنوازہ یادگار

اول مئی صبح ۱۲ ربجے ۲۰۰۴ء، ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

چھوکہٕ دأدی اَچھر

بیادِ شاہنوازہ

از دیدہ پرنم ماسٹر غلام محمد وگے رجیدہ

پیٹھ دیالہ گام اننت ناگ، اول مئی ۲۰۱۱ء

کم باغ ہاوَس ہندی ہرٕ گاأم منٛز بہارس
دِل شِل چھُ ماتمس منٛز زبو گجٕ گُمٕژ امارس

کوٚر تاب کوٚت از تام چھوکھ چون داغ للہٕ وان
رتہٕ سُری بدن چھُ گوٚمُت دوکھہٕ چانہِ گل انارس

گتھ شایہِ ژھایہِ اجلن تھاوِکھ ژٕ شہنوازہ
کھیلہِ أندرٕ شانہٕ پہلِس رأوِکھ ژٕ شہنوازہ

بھکھتو پمپوش پرمہٕ شیوس پوزایہِ لأگی
جوگیو رَچے یہِ جنگل بستی متے متی دبو

ئے زانہٕ یَس تنبٕگل پیٚو دٕہہ رۄس ییہٕ نار برادیو
یاؤن ژٕ سۆرگہٕ چھاوان اسہِ شام مندنبنٕ گۆو

ربہہ چھَم دِلس تہٕ جگرس تیلان شاہنوازہ
بلغار چھُمنہٕ زخمن میلان شاہنوازہ

ریٚشی صوٗفی مَس قلندر زاہد تہٕ پیر رہبر
عالم تہٕ اہلِ دانش ریٚشی وارِ ووٗنی چھِ موخصر

یٔژ کالہٕ پیٹھ سران ووت محشر عذاب گرٕ گر
خالق ژٕ لکِہٕ چھکھ استاد پیٚمتِن کر

دِل خستہٕ گۆو رجیدؔ مرثی شاہنوازہ
اکھ مئی شہید سپدے برسی چھے شاہنوازہ

❀❀❀

ہفتہ وار جریدہ سنگرمال سرینگر ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۱ء

یا ریشیؒ

زندہ دِلاں در آہ فغاں محوِ نِدا بتُو یا ریشیؒ
نگاہِ حلاوت بسوے دید گریاں حمایتِ تو یا ریشیؒ
صدیوں سے اس دنیائے مخلوق میں تیری حیاتِ جاویداں
فریادیوں کی آہیں گُنبد جبیں زِتو سخاوت یا ریشیؒ
ملک صفات خلعت وحدت حُسن و جمال در جلوت
عاجز عاصی گدایاں حاضر بامیدِ وسالتِ تو یا ریشیؒ
تیرے صحن میں آتے رہے لامحدود بطفیل علمدارؒ
جن کے ہی ارشاد نے تجھے پھونکی ابدی کرامت یا ریشیؒ
تیرے کرشمے جلوے ہیں تو مرشدے پاکباشاں
سرِ بالین سنگِ اول نوازہ امرِ امانتِ تو یا ریشیؒ
اس دہریت کی مادیت میں تلاش روح سے ہم غافل
روح و جسد کی پہچان میں ملے تیری رفاقت یا ریشیؒ
جِلادے ہمیں آئینہ سُو دلِ داغداروں کی ہو مرہم

راہ ہدایت کی آرزو میں مہَ تابان جمالتِ یا ریشیؒ
اللہ کی غلامی میں سیکھیں آداب رازداری حیات
اسباقِ حلال باشی شُد عیاں ثابت کمالت یا ریشیؒ
کون نہیں پایا تجھے مشکل کشا زِ وسالتِ دایمی
شب و روز چُپ چھپائے بردرِ دہلیزت یا ریشیؒ
ہنوز تیری مسکن گاہ بدعات جدیدیت سے لرزاں
آزمائے ہیں ہر بار تیرے حرکاتِ جلالیت یا ریشیؒ
جو بھی بنا طلبدارِ رب آپ مُدرس بنے بہتر
خوفِ آخرت کی گواہی میں رہتی ہر لحظت یا ریشیؒ
بشریت سے پُر رجیؔد غلامِ محمد ﷺ ہو آمین
پُر خار خطاؤں سے بھرا در عجز و ندامت یا ریشیؒ

❀❀❀

ریشیان کشمیر دست بدُعا رحیمانہ سے اس سرزمین کے اندر و باہر مہلک ہتھیاروں سے پاک کر دیں کہ کہیں ریش وار۔ (مصنف)

(۱)

زندگی ہے در قفس حسرت ہے سبحان اللہ
بندگی میں سزا ملی ہیبت ہے سبحان اللہ
یوں آمد و رفت میں کانٹوں سے ہوا لبسمل
تقدیرِ ناآشنائی پربت ہے سبحان اللہ
دھر میں زخمی کو مرہم باندھے کون
بندِش تقدیر ٹوٹی عبرت ہے سبحان اللہ
بچھڑا ہوں نکتہ نکتہ طعنوں کی ہے بھرمار
تلوار کے سایہ میں غیرت ہے سبحان اللہ
پھرا ہوں در بدر کوئے عشق اشک ہے
یاں پہ زباں در ازی نفرت ہے سبحان اللہ
زاہد محوِ سجود شہود پہ نگاہ دایم
مسجد سے کوسوں دور تُربت ہے سبحان اللہ
جاکر بُت خانہ، پجاری کی سخن سازی
فتویٰ کافری رجید اُمرت ہے سبحان اللہ

❀❀❀

08-08-1972

(۲)

بندگی لاچارہ پن کیا کیا بتلاؤں
اِک اِک لمحہ پہ حساب توبہ توبہ
میری اس خرد پہ کیا تنازعہ
برق زد فہم و کتاب توبہ توبہ
مسلتی ارض پہ ہے خوف طاری
پناہ لینا ہے عُجاب توبہ توبہ
کیا رسوا عجز آئی نہ درکار
جفاء سے اشک سیم آب توبہ توبہ
رقیبوں کے گِلے حق بجانب
شکن طعنوں سے طناب توبہ توبہ
عدم رفتار میں آہ کروں کیا
جُرم سنگین سیلاب توبہ توبہ
عبث ہے زیست میری اس سراء میں
شہود پہ اجنبی خواب توبہ توبہ

کیا مشتاق اپنا میں مرغِ بسمل
ہوا پامال سنگِ باب توبہ توبہ
سمایا سودا اُس کا ریشہ ریشہ
لکھایا نامۂ سُرخاب توبہ توبہ
ہوا وہ بے درد اور میں در پے
بنایا خارِ گلاب توبہ توبہ
ذرا اک پتہ کرنا خلق میں آہ
گیتی میں گردِ آب ہوں توبہ توبہ
نہیں پایا مہر کوئے یار میں
رجیدہ پہ ستمِ احباب توبہ

❁❁❁

07-07-1970

(۳)

نسبِ یار نصیب پاء درخشان
بوسہ محوِ صنم میں انجم گِنتا
صدائے طایر لاہوت آسمان
برقِ کج سمت میں بزم گنتا
نشیمنِ عرش پہ فرشِ نالان
صبائے شاد میں شبنم گنتا
خلعت پرواز پہ محبوب نازاں
ئے لا یموت میں سنگم گنتا
راج و تاراج کا وہ خود رازداں
مرغ بسمل سے خفیف رسم گنتا
عدالت جو خود وکیلے بے زبان
بس اشک ریزی کا یہ حجم گنتا
وعدہ دستورِ حق حور و غلمان
ارم میں انتخاب بزم گنتا
اِم شب کثرت پند رجید آسان
کہ تازہ زخم پہ مرہم گنتا

محض اذکر اللہ کا مشتاق: رجید

(۴)

نظر جو دو جہاں پہ نظر ہی نذر ہے
وجود اپنا ہی سپنا رہگذر ہے
یہ راز جو دید میں اشک اشک
کہ رشکِ غیر ہی اپنا رہگذر ہے
غضب کی آگ کا یہ شعلہ شعلہ
قرار پاکر ہی اپنا رہ گذر ہے
ستم نے کب کیا ہے سوختہ سوختہ
داں کی یادِ نموہی رہگذر ہے
جلا جو ہجر سے سو زند سوزش
صنم کدہ مے اپنا رہگذر ہے
کرے جو خود کی پوجا بت ہی بُت ہے
نگاہے بت خانہ اپنا رہگذر ہے
کرے کون گِلہ وہ کافر ہی کافر
طوافِ صنم ہی اپنا رہگذر
پسند ہے مجھ کو زنار بغل گیری
بے دانہ ہموار اپنا رہگذر ہے
زبان دید سے کہیے اللہ اللہ
دل رجید کو اپنا رہگذر ہے

(۵)

کیا کہا جائے داستانِ غم عمر یونہی اب تلک
درد سینہ غبارِ کوہ علاج بے دید اب تلک

بُرباد شُد کیا بیان سوزو خرد واویلا
ہوسِ سکوت یک لمحہ ارضِ شورید اب تلک

کوئی نہیں ہمراہ مجھے دستگیری یا جنون
گھٹتے دم کے بارِ قدم بارِ یزید اب تلک

ہجر اس کی ہے قیامتِ دید راہِ پُرتھکان
یوم و شب چشم و رو جوئے امید اب تلک

ٹمٹمائے نجمِ فلک منتظر اوس ہر صباء
بادلوں نے ڈھیرہ ڈالا اَبر سپید اب تلک

زیست گزری گوشہ گوشہ دُھند کی اوڑھی لحاف
گلے باہم خشم یاراں کشش دوید اب تلک

دست و پاء زنجیر بند مو آویز بردار خم
بے خبر از جرم خود قبائے درید اب تلک

آہِ کافر جس کے سرود تازیانہ مار برحلق
بے اختیاری مسحورِ زنداں جرم مرید اب تلک

بادِ حریف سے گِلہ کرنا جرم عظیم واقعی قرار
بے نشیمن در بدر بندش مائید اب تلک

اُف تیری تقدیر پہ کیا نسبِ تو اے رجید
حیران ہوں در حرم زُنار خرید اب تلک

❀❀❀

طالب دُعا عافیت وخدمت خلق
رفیق احمد ژاڑو، ملازم در دفتر ڈی۔سی۔انت ناگ
19-01-1978

(۶)

مُشت بند پروانہ دے گیا کون نامعلوم
ایسے پُر ستم ارض پہ آنے کو مانتا کون
معلوم کس کے بس میں تھی یاں کی سُرنوائی
ایسے موذِن کے بُلاوے کو جانتا کون
عدم شنیدہ نامعلوم تھا یہ سُراب خانہ
جھکڑ کے پاء زنجیروں سے بندھواتا کون
دلے معصوم کی یہ پکار تھی راکھ سازی
ایسے بادہ گُلفت کی دعوت سنوارتا کون
فلک سے جوں گرا خار فرش پہ بے نگین
یاں ریزہ ریزہ سے خود جڑواتا کون
رہِ سنگ زار شعلہ ریز باد تُند ہرسُو
ایسے رازِ وجود کو شہود سے ملواتا کون
دستِ بے خبر ڈبو دینا بے چین بحر میں
ایسے خوش فریب اَجل میں آتا کون
یہ گلشن ہستی بس اجنبیوں کی نشاط
رجید ایسے قید بامشق قبولیتا کون

08-05-1967

(۷)

یاروں کی دنیا عجب اللہ اللہ
طعنوں کی بھرمار غضب اللہ اللہ
جلا میرا سینہ کہوں کیا فسانہ
نہیں کوئی ملتا محبّ اللہ اللہ
میری رہ گزر میں غبار دُھندلا
تاریکی ہر سُو جرب اللہ اللہ
اشک بھی خشک ہے ستم بھی تائب
جس کی تمنا وہ ضرب اللہ اللہ
کیا جس نے سوختہ غائب النظر ہے
یاں، اپنوں کے طعنے عجب اللہ اللہ
گذری زندگانی محبوب کے درپے
بنے نکتہ سے نون ادب اللہ اللہ
اک بار آئے با دیدہ رمزہ
گلہ ساز مرتب لقب اللہ اللہ

ایسے عتاب کو مہرِ یار کہنا
جس کی آگہی میں کرب اللہ اللہ
جگر سے اُبلتا خونِ سیاہی
اپنوں میں لکھوں کیا سبب اللہ
بے گانگی کا سمجھایا کیا بھید
تماشا بین ہی طرب اللہ اللہ
پیمانہ یاں کون سب جوانِ رعناء
دلالت وکالت قصب اللہ اللہ
یہ سب چیخ و پکار پہ گریہ زاری
میرے حق میں خامۂ چرب اللہ اللہ
یہ سوز جگر کیوں عیاں تم پہ رجید
یاں کون قدرداں غضب اللہ اللہ

❁❁❁

21-05-1969

(۸)

آہیں بھروں کس سے کب سے ہوں اشکبار
ڈر ہے کہ مجھ پہ طوفان نو بن کے نہ آجائے
اظہارِ عشق مت کیجئے یاں سب ملیں طعنہ ساز
غم ہے کہ ابھی ناآشنا بادبان نہ آجائے
دیکھئے ہر سُو بھنھور ہے منتظر حیلہ ساز
خدا جانے عجلت سے نادان بن کے نہ آجائے
ذاتِ بشر بسر کرب کے لمحات رہ گذار
نہیں معلوم کون سا جُرم فلک بن کے نہ آجائے
مسکن ارض تسلیم اول رضاء بنی اُس کی
پر فتوائے برداری بے زبان بن کے نہ آجائے
مجرم جو ٹھہرا دے آشنائے عدل وہی ہے
ہو نہ ہو فیصلہ ملامت تازیاں بن کے نہ آجایئے
آہ زاری سے اب کیا نکلے تمہیں اے رجید
دستور معشوق جو رو جفاء امتحان نو بن کے نہ آجائے

❁❁❁

13-04-1968

معتقدر راست گوئی سامعہ محمد سلطان ریشی سابقہ ڈپٹی ڈائریکٹرا یگریکلچر نوشہرہ سرینگر

(۹)

گِلہ کروں میں کسی سے ہر سُو وہی وہی ہے
سوچ و سمجھ دشوار شمع رو وہی وہی ہے

پیدا کئے ہنگامے سزا شہود پہ عائد
طعنے دئے تو کس نے بہر روئے وہی وہی ہے

گاہے در بازار گہے در نشیمن خار
تماشاہ کیا گلوں کا گلرو وہی وہی ہے

کہوں کس کو فسانہ کون ہے میرا اپنا
ہر سُو نِگاہ یگانہ رِند رو وہی وہی ہے

چھائی کمند عجب کیا لب پہ مہر چسپاں
کانٹے چبھوئے باریک نرم رو وہی وہی ہے

کُل شیء جلوے اُس کے باغی مجھے الزام
عیاری حسبنا اللہ کجرو وہی وہی ہے

تحریر تقدیر خلوت شرر فشاں خصلت
نگاہیں آبِ رواں آبرو وہی وہی ہے

لا کے چوراہے پہ یہ طعنوں کی لڑی پروئی
رسوا کر کے فراری تُند خو وہی وہی ہے

پنہائی میں کَس لی زنجیر بس وفاداری
زیر پاء آبلوں پر نم رو وہی وہی ہے

محفل میں اُٹھ جانا خلوت نشین ملامت
رجید دایم نالاں خوشبو وہی وہی ہے

❀❀❀

08-08-1968

(۱۰)

ارض پہ رہائش سِتم ہی سِتم ہے
فلک پہ بجلی سِتم ہی ستم ہے
رکھا بند قفس میں بجُز دانہ دانہ
پروں پہ یہ کھجلی ستم ہی ستم ہے
اِشارہ بعیدی لاچارہ پن کا
زبان گوشمالی ستم ہی ستم ہے
میری اشک ریزی پسند اس کو دائم
کہ دم بند تتلی ستم ہی ستم ہے
میری بے قراری سکون اُس کی دایم
حکم لازوالی ستم ہی ستم ہے
سُنے کیا خالِ حسرت گریۂ رجید
ربطِ مُتلالی ستم ہی ستم ہے

❁❁❁

15-12-1988

(۱۱)

حسینوں نے کردیا خرد سے بے خبر
الٰہی ایسے مجنون سے توبہ توبہ
جس کی غلامی نے کیا دوئی سے بے خبر
الٰہی ایسے میمون سے توبہ توبہ
پیش کردہ دو عالم حشر سے بے نیاز
الٰہی ایسے بے نکتہ نوں سے توبہ توبہ
کہوں کب عشق سو زیدہ ہے مستور
الٰہی ایسے رشکِ جنوں سے توبہ توبہ
نہیں معلوم زُنار کب کا پہنا
الٰہی ایسے رسمِ شگون سے توبہ توبہ
عرصۂ دراز کا روپوش گفتار
الٰہی ایسے سرنگوں سے توبہ توبہ
رجید لب ریز اشکبار دائم
الٰہی ایسے شب خون سے توبہ توبہ

❁❁❁

21-04-1969

(۱۲)

جفاء کر کے چھوڑا غیروں میں مجھ کو
تو اجنبیوں میں پرونا کیا روا ہے
نہیں ہے وعدہ میری خم پشتی کا
تو سزائے پیرانہ دنیا کیا روا ہے
خوب جانتا ہوں ادائے ملنساری
تو گرہوں میں جھگڑانا کیا روا ہے
نوکِ تیر یہ نامہ لکھنا میرے نام
تو گریہ زاری سے دُھلانا کیا روا ہے
عمر سب گزری آہ بکاء میں
فراموشی میں بکھیرنا کیا روا ہے
تیری سجدہ بوسی تسلیم و رضا
نقشِ راہ ڈھانا کیا روا ہے
میسر نہیں یاں اِک پل کا آرام
فرس خار بچھونا کیا روا ہے
مکین ہوں کہاں کُجا سر بالین
سمتِ رجید بھلوانا کیا روا ہے

15-01-1970

(۱۳)

کششِ زندگانی توبہ توبہ
رخش رفتار سوار توبہ توبہ
صبح ہی شام کا پیام لانا
پنہاں ہو سیر اَسرار توبہ توبہ
اجل کے سایہ میں جستجوئے ہستی
زِنداں میں گزر دشوار توبہ توبہ
برق سے اُلٹ گیا جب آشیانہ
بھنبھور ٹھہرا قرار توبہ توبہ
مرادِ زندگی بحرِ رواں
جنوں تیز آب شرار توبہ توبہ
فوارے اشک بنے جاوِدانی
گُلوں پہ سیف دھار کیوں توبہ توبہ
رُخِ گُلنار پہ نثار ہونا
طواف کنول بیزار توبہ توبہ
گریباں میں زنجیروں کی صدائیں

آزادی ہے آزا توبہ توبہ
جہاں میں عندلیبوں کے ترانے
شہید خود اَسپ سوار توبہ توبہ
قلم جو دل سے بھی دیوانہ
بصارت موئے ہموار توبہ توبہ
بحرِ بے کراں میں یہ سفینہ
خود ہی سمتِ فرار توبہ توبہ
نوحِ طوفان کس کا ہے نظارہ
اجنبیوں کا بھہار ہے توبہ توبہ
چمن میں آ کے بے رنگ خوفنا کی
رجید تب سے اشکبار توبہ توبہ

❁❁❁

نوٹ: بی۔ای۔سی تربیت گاہ میں پیش کیا صدر مجلس مرحوم کاشی ناتھ جی تھے۔

06-05-1968

(۱۴)

زیست میری وبالِ جان توبہ توبہ
لمحہ اِک اِک قیامت توبہ توبہ
گرے جب آشیانہ پہ برق پارے
پرندہ بے ضمانت توبہ توبہ
پناہ کی جستجو میں عمر گذری
نشیمن جوں زیارت توبہ توبہ
دُعا کی ہم دم ہو اس سراء میں
مگر وہ تیر سکارت توبہ توبہ
امیدِ یار تھی شفقت کا حامی
پلا یا مئے ہلاکت توبہ توبہ
فخر و ناز جس کی پاء بوسی
دیا قفس حکارت توبہ توبہ
ازل نے لکھا تھا سنگسار ہونا
تماشائی پُر حرارت توبہ توبہ
بگاڑا کیا اُس کا نا معلوم

شکن سجدوں سے غارت توبہ توبہ
امامت کی سپرد زاہدوں نے
رندوں کی ہجو عبارت توبہ توبہ
سکھایا مسجد خود توبہ سے صاف
مندر میں طلب امرت توبہ توبہ
کیا رسوائے عالم سنگ دل نے
ملامت دی قیامت توبہ توبہ
اٹھایا خامہ کافر سینہ ہلکا
جواب عام عبرت توبہ توبہ
رہا شاکی معشوق تو رجید
عطاء کس کو کفالت توبہ توبہ

❁❁❁

طالبِ ندامت
رنجور تلنگامی
15-01-1968

(۱۵)

کیا کہے مہر یار جس کا انجام پر شوخ و عتاب
خوئے وفاء کس سے کہئے شرمساری پُر کتاب
ہوس ناموس دِلا کے کرا دیا یوں سنگسار
حسرت ایسی آشنائی پہ غیروں میں لایا در قطار
یکبار نفسِ زیست پھونکی متواتر اجل سر بسر
طعنوں کی ملامت آرہ کشی کر دیا چھلنی جگر
خاک سے گل کھِلا نے میں کانٹوں کی شرکت مضبوط تر
سنوارنے میں زحمت مالی کشش آہِ خوب تر
وسعت جہاں آفرید قفس قیدیانہ میں ہی کیوں
دستور عہد پیمانہ باہم اپنے سے رکھا غیر کیوں
مول لیتا آغوش سے اعلان ذبح بے گانوں میں
حسرتِ سودا رازداری سجدہ قضاء ایوانوں میں
مست کیا اپنے ہونے میں نہ ہونا میرا پسند کیونکر
واویلا ایسی بستی پر قیامت بپا ہے ہر پہر
عمامہ آبرو تیرے در دستِ ٹھہرایا مجھے تماشائی
تُف ایسی رازداری پہ زیرِ خنجر سخن افشائی
ارے رجید مت ہو مایوس رندوں کی دنیا ہو آباد
درسِ فنائی در دُنیا ثباتِ بقاء بے داد بِداد

(۱۶)

یہ غربت کیونکر چھائی خدایا
تاریک گیتی کو زیرک پایا
دل کا ماتم عقل کی گدائی
زمانہ کو ہم نے اشک سے بسایا
سکونِ دِل ہُوا نعرہ فراری
ہمارے ستم نے یہ خشک بنایا
جگر کی تڑپ میں یہ آہ زاری
کانٹوں سے جُڑ کر مہک سے سجایا
آہوں کی دنیا بادل میں ڈولی
گرجِ سماء نے خندق کھدوایا
تہی دست نکلے گریباں سے باہر
شمشیر نے اپنا گاہک چُنایا
یہ حالِ رجیدہ ترانہ بُلبل
جہاں پہ ملامت نے سالک سجایا

❀❀❀

01-08-1965

طالب ہدایت: محمد منظور ڈار و برادر پسران محمد اکبر ڈار، بانہال عشر

(۱۷)

ہنگامے بھلادے کے عجب سکوت سنوار اے ساقی
مے نوشی شرطِ مجنون ہم نشین بازار اے ساقی

در دست صراحی سمِ قاتل شیوہ بھید کیا ستم
وفاء کی زنجیروں میں جنوں سرشار اے ساقی

تیری سروِ بالائی کے نقارے خوب بجتے اے محبوب
تجھ سا کون ستمگر سرخم متلون شعار اے ساقی

بادِ تُند گرج سماں مُو سوار نیلگوں طومار
تیرے قدوم راہ میں آہ تبر قرار اے ساقی

پناہ ملی در سرائے آرام کردیا حرام
رجیدؔ سے رضائے دوستی شگونِ زُنار اے ساقی

❀❀❀

01-08-1965

(۱۸)

یارانہ سادگی میں لطفِ صنم سے ہوا وعدہ
درِ آہنگری جور و جفا بنے کون شہزادہ
کام میرا بنا تیرے کوئے میں سجدہ سجدہ
اشکِ ملامت سے بنے ہر ذرہ کعبہ کعبہ
وفاء کے ایسی زنجیریں توڑ دے سکتا ہے کون
نامۂ تحریرِ ازل کو مٹا دے سکتا ہے کون
رہبری تجھ سے ہو نصیب غیروں کو نہ ہو خبر
محو یادِ مندر میں تیروں پہ یوں ہو سر
کھینچ کنارہ دامن موجیں نہ اٹھائیں سَر
خودی کی مستی ہو تو نہ لگے نوکِ تیز تر
سوئے قبلہ رو بنے در دست سیفِ اللہ خنجر
آہنگ گلستان بنے رشتہ قفس سے جُڑے
بے نیازی کے صف و شکن جستہ سے نہ مُڑے
رجید کس کا نام ہو اجل سے پرَند پرَ پہ پرَ
وجود کا افسانہ شہود دانستہ جانے زیرو زبر

15-06-66

(۱۹)

لایا کون یاں دھرِ ستم پہ توبہ توبہ
زیب نما پروانہ عُجاب زیرِ حجاب توبہ توبہ
معلوم کس کے بس میں سُرابِ خوش الحانی
ایسے موذِن جنم بغیر حساب توبہ توبہ
کیا کیا نہ سُنایا سمجھایا پُرخار سراء میں
جھگڑتا در اسیر طناب توبہ توبہ
دل معصوم کا راکھ بنانا خصلتِ رندانہ
بادہ مستی میں تیرِ دولاب توبہ توبہ
کِس فلک سے گرایا زمین میں قیامِ دام
یاں طعنے شیرِ احباب توبہ توبہ
یہ راہ گذر پُر خار بادِ گراں تُند
وجود پنہاں شہود سیم آب توبہ توبہ
جَلا جو آپ سے تاثیر شعلہ بحرِ رواں
صدائے گل و بلبل خنجر نایاب توبہ توبہ
بحر حیات سے گزرگاہ آسان نہیں مردانہ
بار بار مرنے کی سحر اشک آب توبہ توبہ
یہ زمین زیرِ حکم فلک مخلوق جوئے بھنبھور
کاسۂ رجید ہے چھلنی زیرِ عتاب توبہ توبہ

(۲۰)

جہد کرتے کرتے کانٹوں میں گُل نصیب
خودی خود آئے موتیوں سے بھرے جیب
آلام کی کڑیاں بنیں درد کے واسطے
سخن عزیم خرم ملیں زرہ ذرے جیب
وقت آمدِ آدم نامعلوم قالو بلیٰ
مِل مِلوا کے خاک و آب سر دھرے ''خطیب''
جس کے در پہ کاسۂ سر وہ وصف ہے بے نیاز
حیلہ سازی کے ناز ادائی سے کرے رجیب
آشیانہ غریب کے اُجاڑے کا وہ جیب
ستم پرور کے منوانے میں اشک ہرے رقیب
شب و روز عفو تقصیرات مُو بنیں گواہ
کیوں سکوت حاجات میں خود عذرے مہیب
رندانہ خصلت ہر جنم میں جنم لے رجید
بھلا راز افشائی نہ بنے خطرۂ طبیب

❀❀❀

09-09-1966

طالب دعا خیر باہدایت اتحادِ خانہ ہاجرہ، یاسمینہ وشی

(۲۱)

گزرے سالہا سال منتظر وصال نامعلوم
ذرہ ذرہ موجود وجود مکان نامعلوم
خلعت سیاہ پہنے ہوئے طواف کس سے خبر
تیری خاکِ در پر مہک مکان نامعلوم
مقصود عشق بت کی پوجا کرتے دیوانہ
انتخاب قبلہ ہے مندرِ جہاں نامعلوم
محتاج زمانہ نہ رہے تیری دہلیز رہی ممکن
ناز بنا سر پھوڑنا سندِ یاران نامعلوم
تیری ہستی کا شور و شر عقل گریاں گونج سر
منوانے میں سردئے سرِ خاصاں نامعلوم
تجھے مشہور جہاں کیا مجھے پنہائی چابکی
جامۂ تار تار میں مصرِ کنعان نامعلوم
جہاں خوش کن عبث ثابت رجید اِک ظرافت
معرکہ حال حقیقت میں انبارِ شہیدان نامعلوم

۞۞۞

25-07-1978

(۲۲)

تلخیِ حالِ غلادی مجھ سے پوچھئے
رنج سے فگار ہونا مجھ سے ہی پوچھئے
ہوا ہوں اسیرِ خودی ظلمات کدہ میں
حالِ جس خون خواری مجھ سے ہی پوچھئے
اعلانِ باغیانہ رگ رگ سے دوام ہے
سزائے حالِ کرب کی بے قراری مجھ سے ہی پوچھئے
جدا کیا کس نے اپنی ہی خرد سے
آفریدہ حال رسوائی کی تکراری مجھ سے ہی
درسِ مکتب دھر میں سب خفاء مجھ سے
وقوفِ دل چھلنی کی زخم کاری مجھ سے ہی پوچھئے
لے کے فریب سے جس بے جاء وعدہ نورِ اِرم
یاں خاروں کی چھید کاری مجھ سے ہی پوچھئے
منظور نہیں رِند کو یک بار مرنے کی
ہر آن کھنچ تانی کی نالہ زاری مجھ سے ہی پوچھئے
دیدوں میں آتش حصار کے انجم آسمان
اَدھ بجھ جھپک لپک کی دل آزاری مجھ سے ہی پوچھئے
کب تک رہے شاکی اس گیتی میں تو رجید
جلادِ بے زبان کی نوائے تیر اندازی مجھ سے ہی پوچھئے

(۲۳)

عتا بے یار تسلیم رندانہ دستور
پر اجنبیوں میں طعنہ زنی ناروائی
جدھر سے پناہِ لمحات کی جستجو ہے
اُسی سُو شعلہ فشانی ناروائی
خجل زد روبروئے محبوبِ عالی
نازاں بریں پسینہ تنی ناروائی
کششِ بے بسی میں جوں جلوہ نمائی
سرِ راہ رخنہ زنی ناروائی
ملامت سے پشیمان رو پُر خاک
سدِ راہ سنگ طفلہ زنی ناروائی
تیرے کوئے سجدگاہی پُشت خمی
طاعتے تازیاں سفلہ پنی ناروائی
خبر ہے تیری شہرتِ قیصری ہے
جس میں کُہنہ کفنی کیا روا ہے
طوقِ غلامی میں نہیں رفتارِ انفاس
شہود پہ سنگین نالہ زنی ناروائی
رجید کب سے گوشہ نشین مار ہر دوش
محافظ منتظر قتل زنی کیا روا ہے

(۲۴)

پھرایا کوئے کوئے ہوس سخن ورنہ ملا
جفائے یار کب تک آوارہ گی کا
میری ناموس گرادی پتے خزاں کی سُو
کب تک جلال ٹھہرے میری تیرہ گی کا
لباسِ فاخرانہ گل و بلبل کی گرج
رنگ سوسن بھرے کب تک نیرنگی کا
دل کردیا فگار جستجو پلک پلک
آغوشِ سحر رہے کب تک حیرانگی کا
فسوں و سحر سازی سے کردیا مبتلا
صنم کدہ میں کب تک تڑپ گر سنگی کا
یہ کج کلاہی اس کی درِ خاک لت پت
حُسن کربلا کب تک بنے دیوانگی کا
صور مجنون کے لیے پھونکی میری سارنگی
لیلیٰ کی سُر بجے کب تک بے گانگی کا
نوکِ زبان جلتی آپ بیتی مگو
رجید رسوائے معشوق کب تک خندگی کا

(۲۵)

سرِ نوشت میری پہ ملاحظہ ملامت
پر رندوں کی دنیا میں آتی نہ قیامت
سکوت میں تیر بازی شرطیہ ہے دوستی
کانٹوں کی لڑی میں پائی ہے سلامت
جادوئے سخن تیرے حسرت آہ بکاہ
خرقۂ رند ناموسی میں دشمنی ہی حلاوت
خرد کے گنجینوں میں سچ جھوٹ اُبلتا پھوٹتا
بصیرت کے جنوں میں عدوئی ہے تفاوت
طائر بے نشیمن کو شجر سے کیا واسطہ
ارض و سماء صبح و مساء ناپید عمارت
شورِ وفاء عبث فراموشی بنے دستور
ازل کے وعدے پُرنم فصاحت و بلاغت
سوزش ہجر بے چین افشانی ٹھہرے سیف
نزدیکی، کی نصرت خوئے شمع ہلاکت
سرملا پُر جنوں سرِ ناز استغفر اللہ
تنہائی کی وادیوں میں رجیدؔ کرامت

نوٹ: یہ غزل نداء ملکی آلو مناقب کی کتاب میں چھپ چکا ہے

31 July 1967

(۲۶)

مے نوش بن کے بے ہوش ہوں گے کیوں
بے تاب دید کی جھپک بار بار نصیب ہو
ورزش سخن زہر کے گھونٹ محبوب پلائے کیوں
پل کی قرار میں اُفق بار بار نصیب ہو
درس جنوں اسیرِ عشق پھر سیرہ کوہ کیونکر
جستجوئے گورِ فرہاد میں مہک بار بار نصیب ہو
زورِ مستی سے خود خودی نے بھلا دیا شہود
کوئے کوئے آوارگی میں رمق بار بار نصیب ہو
آشیانہ اِرم دے کے تحفہ تہمت دی تو کیوں
مار بردوش سفر شب میں چمک بار بار نصیب ہو
سورۃ اخلاص ذکر و فکر بے نیازی رندانہ کیوں
تن تنہا کارواں ہر اول شفق بار بار نصیب ہو
سود لینا خون خودی بندگی ہے بے زبان
گل و بلبل باغ و بہار میں چہک بار بار نصیب ہو
درس مسلم رگ رگ میں کافری ہو مشتہر
دل زنار ٹیکہ عیاں دمک بار بار نصیب ہو
عرضیاں رجیؔد باندھ کے بُت خانہ اٹھا گونج سر
شیرِ لب رجید تسلیم ردِ خلق بار بار نصیب ہو

(۲۷)

زمانہ سے الگ ہوں تمہاری نظر میں
پر یہ ساری گیتی یک موئے کے برابر
خودی کسی کا کوئی کچھ نہیں مانتی جہاں میں
پر یہ ساری ادائیں یک خوئے کے برابر
خودی خود ہی انتخابی جہاں میں خود دار
پر یہ سب پنہائی اک کوئے کے برابر
تمہاری نکتہ چینی حکایت سی حقارت بھی
پر یہ سب چیخ و پکار یک آنسوے کے برابر
سیاحی گو نہ گو نہ جستجو شدم استفسار
پر یہ سب صدائے مدہم یک آہ ہوئے کے برابر
پرائیوں کے ناز و نعم فخر و نخوت کا نظارہ
پر یہ سب عشوے یک نوکِ سُوے کے برابر
تیرا ہر لمحہ موضوع سخن کیوں اے رجید دیالگامی
پر یہ سب داستان گوئی نوکِ خامے کے برابر

❁❁❁

(۲۸)

خودی کے پارہ پارہ بوند بحریں کر دیا تو کیوں
جگر سوزی کو دستور آہ کش فگاں بنایا کس نے
میری سوختگی کی آہ زاری سے بلبل بھگا دیا تو کیوں
بدن کی راکھ گوشۂ شش جہاں بنایا کس نے
بے سرو پائی دلسوزی عشق کا نام دیا تو کیوں
مبتلائے جنوں سازش شبستان بنایا کس نے
تدبیروں سے کیا کچھ نکلا تقدیر برسنگ کیوں
اختیار علاج بے ثمر آکاشی نشان بنادیا کس نے
پھوٹے چشموں کے اشک گہر قربت پلک نہ جانے کیوں
دل رجیدہ کود کی ہے کو کفش کشاء بنایا کس نے
میری زندگی کو وادئ طوفان بنایا کیوں
ارض کار زار پہ یہ آتش فشاں بنایا کس نے
گلستان چمن کو شعلہ زار کردیا کیوں
بہار کے نوجوانوں کو نعشِ خزاں بنایا کس نے
تیر افروزد زخموں پہ نمک چھڑکایا تو کیوں
میری اشک باری کو آغوش کشاں بنایا کس نے

کُلِ شی موجود شئے روپوش نقابی رند رو
کہاں در جام مے کہاں ڈھونڈیں نیب و نشان
کب چاہیں دید خموار کب پورے ہوں ارمان
جنوں میں کیا کہئے کس کو کس لیے یہ امتحان
زاہد بھٹکاتے پھریں دکھائے آسمان آسمان
بازارِ خرد کے بھم کئے سامان عشرت یہ جہاں
معلوم کب پڑتا اس نے پایئے کیسے کتنے بالا مکان
اسباق زندگی میں دیدیں بنیں پُر تھکان
کوئے محبوب میں عمر گذری نقشِ راہ بے نشان
آنکھوں پہ گردِ کوئے یار بادئے اڑائے بے گمان
خلوت مے نوشی میں جلوت بنے کون و مکان
رجید دیالہ گامی کو ملے فتوی کفر نفس جہاں
آشیانہ سازی ما قبل صورِ ملک حسرت حسرت
کہئے میری داستان عبث نام چپکا دیا تو کیوں
خرقہ گدائی ہمیں سرِ راہ طور حلق حسرت حسرت
منزلوں کی توبتیں پاس ہونے کی صعوبتیں
گھٹ گھٹ نبض کی گذر جوئے حلق حسرت حسرت
سرمایہ خوب لبسمل رجید درد سر لاعلاج
سدا آرزو نکلے کیا گورِ ملک حسرت حسرت

❀❀❀

(۲۹)

مت پوچھئے یہ کائنات آدم کیا
امانتِ انفاس امتحان دستور جمادیا
چھوڑا اجنبیوں میں آشنائی منقطع
وفاء کی حیلہ سازی میں مستور سجایا
مسرتِ رقص خودی رمزِ محبوب آشناء
مسکن غیر پہ نشیمن مجبور سجادیا
نس نس میں بدستور کششِ آہِ صنم
نامۂ تسلیم و رضاء مسرور تھمادیا
مجال آہ نہ رِند کو یاد ذکریا لر زید
منع بھید کشائی کے مخمور سُلگا دیا
سودائے بے نیازی ہے نزاکتِ سنگین
بندش زُنار خام کے مہجور ٹِکا دیا
خرد بیزاری جنوں سنگساری آئین عجب
احاطہ عشق میں مسحور سکھرایا
فریاد میں مصروف پیش محبوب دِلاور
فکر بحر مد و جزر کے منظور سمادیا
خس و خاشاک میں ذرہ طور اُگ پایا
پُر ضیاء دید رجید بیعت معمور نِکھرادیا

(۳۰)

فراموشی یار نے شمع سو پگھلا دیا
کن قاصدوں کو حالِ دل آذار بتلاؤں
چھوڑدیا سرِ راہ دستگیری الا ماں
ملے کہاں غمگسار حالِ بے قرار بتلاؤں
سفرِ دراز راہ پُر خار خود بے بیان
طایرِ بے پر خیال دِل عیار بتلاؤں
راہ اشکِ ریزی میں نہلادوں کب تک
سکوت بے کسی میں مجالِ دلدار بتلاؤں
تمنائے اک لب کشائی بہار دل ہویدا
تماشائیوں میں زوال خار زار بتلاؤں
عاجز کرکے روندنا کیوں اس کا نشاط
بے بسی میں لیلائے دلِ انہار بتلاؤں
مثلِ جگر پارہ دل یوں کج دیدار دے
بنے رجید مشاط دم حال دل نگار بتلاؤں

❁❁❁

27-01-1969

(۳۱)

یار نے سنایا من در فسانہ اِک اِک پتہ الگ الگ
دھاگہ نس کی سوئی دل کی دانہ دھاں الگ الگ
عمروں سے یہ کار بہانہ آیئے ایسے چلے چلے
جس گیتی میں یہ آپ بیتی واں تانا بھانا الگ الگ
لمحہ بھر کی فرصت عنقاء دن دن جاکر خالی ہاتھ
کوئی ناری کوئی آبی سخن جہاں الگ الگ
دم نے بنایا آدم ہونا دم ہے موجود غم نا کی
پتہ پتہ خود بے زبانی بہانہ آشیاں الگ الگ
جان ہے واحد باد بھی واحد آب و آتش واحد واحد
مل کر سبھوں نے صورت پائی ماننا جاننا الگ الگ
سب قالب میں ایک ہی پنہاں سب ہیں خود سے بے خبر
ایک کتاب میں سب کے اعمال دفینہ دیوان الگ الگ
کوئی تنہا در کُنجِ حرم کوئی بجتا در مندر
اندر باہر مندر بے دریگانہ مہمان الگ الگ
چشمیں جن کے پیٹ کے اندر دل کے خانے ہیں خوں خوار
سب چشموں سے آب رواں دواں ریحان الگ الگ
ہر جاء رجید جاوید ہو تم نام اچھا یا دام بُرا
بیناہ جو ہیں وہ چنتے ہیں شانہ بہ شاہاں الگ الگ

(۳۲)

قید حیات سے نجات طوفانِ حیات سے گذر
موجوں سے ٹکرائے رہے روحی جہات سے ہو گذر
رواں اشک سوزش پلک جلے نظر نظر
گرتے جفائے در آغوش نشاطِ صباء نذر نذر
وجود دم بھلائے کون شہود دایم زیر و زبر
حکم غلامی سر بسر وضوء مشاط نگر نگر
گاہک میسر ہے عجب رسوائی مول سر بسر
درباد تُند قرارِ پاء رباط ہو شُتر شُتر
تقاضاء آشنائی صنم سودائے دل شکر شکر
نشاطِ جنوں یا خرد آہوئے جبل تیز تر
رہبری با رہزنی طایرِ شب گزر گزر
معصوم رجید کشادہ پہ موئے مہک سحر سحر

❀❀❀

14-06-1990

مولوی وواعظ پیر محمد حسین ڈوروواور نذیر احمد کٹی محلہ کھنموہ

(۳۴)

وائے رے عیار آفریدی مخلوق کیونکر
ازل سے زخموں کا شمار کیا ہے

جستجوئے محبوب میں پڑے آبلے
گواہ کانٹوں کا رکھنا مدار کیا ہے

میری شرطِ ناموسی اس کے گرد پاء
بحر اشک میں قطروں کا شمار کیا ہے

حلق پہ نادید زنجیر لب پہ ہے تالا
ہر دم اجنبیوں کا اصرار کیا ہے

دل شکستہ لوح پہ قلم و خنجر
بحر اسرار کا اظہار کیا ہے

پلک سے عشوہ زنی حکم قہر
نگاہِ تیر بارانِ فوار کیا ہے

وفائے عہد تابع خود جنونی
جگر سوز لمحوں کا اخبار کیا ہے

کھیپے عالم بر کفم در بحر چہ
وجودِ بوندِ سم کا انہار کیا ہے

عمر گذری در خرقہ خار بطنِ کودک
جس تنگ تاریک کا ادوار کیا ہے

دیا سرِ جنوں اور دید آتشیں
زہر نوشی ریزوں کا آثار کیا ہے

شرع برسر گذرگاہ رواں سفینہ
رجیدہ دُھند آہوں کا انبار کیا ہے

❁❁❁

18-03-1976

در دُعا طلب ہدایت وصحت وسلامتی

علی محمد بٹ پہلگام

(۳۴)

سب مجھ سے بے گانے امید ناموس ناپید
جُز تیر زنی بے درس روح سے اور کیا ملے

دل کی جلن کوئی دیکھ پائے سیم باشی ہے
جُز خارِ خشک راہ عشق بیم ناکی ہے

مجھ جیسے اجنبی کو دل بے گانہ کہا جائے
یہ دنیا بزبان نہیں دل سوزش جانئے

عقل کی سوزن کاری اُس کی دانائی دہر
ملامت خریدگام بہ گام راہ طریقت

❀❀❀

الاماں۔ذاتن ردکر بدہمسایہِ
ازغلام رسول ونذیراحمد نوگنڈ قاضی گنڈ کشمیر

(۳۵)

گوشۂ دل تک سرد آہیں پہنچائے کس نے بے بدل
اُبھرے حالِ سوزش محو کس نے کیا بے خلل
سنطور عشق میں کس دے رگ رگ کس نے بے نوا
نیزہ بازی صڈائے بے رنگ بھرے کس نے ہُو اللہ
بزم یاران میں باران شرین گرے اک رمزہ سے
شربتِ خار سے محفل ماتم ہری کردی اک غمزہ سے
سودائے اسیری گردشِ حُسن ٹھہری مصرِ کنعان میں
یہ بھید افشائی نہ ہو میری کشور جانان میں
منازل وجود میں زینے ترتیب نسوں سے باریک
ارض ستم پہ دم گھٹائی ہو قریب سینوں سے عمیق
نگاہ کج پہ فدا اشک رواں تسلیم کوئے یار
سو زیدہ من پہ نقشِ پاء وقفہ بنے بوئے بہار
مسافر عشق بے ٹھکانہ سجدہ ازل سے دنیائے خرد میں
بے گماں لا پروائے منزل بے چین سودائے درد میں
طایر نازک پہ لگا کے تیر تو خورسند اے صیاد
تڑپائے ضربِ شدید رجید درد مند کرے یاد

(۳۶)

بات جس سے بنے بنتا عدو میرا
جوابِ غیر کجا خرد نوازی نامنظور
فہم عنقا حوصلیں کب کس سے ملیں
ہو تاجو غمگسار زِیرک بازی نامنظور
حقیر زمانہ پسند جن کا ہوں مذاق دایم
دعاء ناموسی پہ دست درازی نامنظور
رسمِ زہد میں شکن سجدہ سے غائب
بزم آزری میں سخن نوازی نامنظور
صدائے حال دل رندانہ کیا کہے کون
اجنبیوں میں سُرمہ سازی نامنظور
زاہد کیا معلوم رِندانہ احتساب جگر
ملکوت میں بشریتِ دوست داری نامنظور
ذرا فخر کر اپنی عجز پہ دم گھُٹ رجید
حرصِ راز انہیں یہ ساز بازی نامنظور

❀❀❀

طالب دُعا نذیر احمد برکی ولد عبدالاحد برکی چند پورہ ہارون سرینگر

(۳۷)

نگاہ اپنی کر گئی شرمسار مجھ کو
کہ ہر شئے دید نہ ہو خفاء مجھ کو

نہیں معلوم خرد کیا کیا ہے جنون
کہ دونوں ہجر خود سے نہ ہو خفاء مجھ کو

کیا مست پایا زنجیر پاء در طوق دید
وفاء میں بجز نکتہ نہ ہو نون خفاء مجھ کو

ہوس ہے کہ سجدہ میں ہوں خود ساجد
دھر کے شکن سرِ راہ نہ ہوں قضاء مجھ کو

میری آمد آمد پہ ماقبل شور و شر تھی
نہان بھید روح نہ ہو سماء مجھ کو

یہ پکار صدائے غم آکاش سیاہ گوں
بُتاں پہ بادِ برق نہ ہو جزاء مجھ کو

رہا در کنج خلوت بنا ہر سو تماشا
سودائے ناموس پہ شکوہ نہ ہو رضاء مجھ کو

بیانِ ستم کرے کیا بے مزہ زبان
آہ کشی ہر دم ماتم نہ ہو جفاء مجھ کو

میرا سر، سوچ ہے صاف صاف خالی
رواں ناگفتہ گوئی دم نہ ہو فتویٰ مجھ کو

نس نس رجید پرائی بس راج اُس کا
سمٹ کے کوئے نشینی نہ ہو غیرِ غذا مجھ کو

❀❀❀

11-03-1970

طالب اُمید اولاد صالح

غلام قادر بٹ

زوجش نسیمہ اختر

پڑھل پلوامہ

(۳۸)

آہِ سحر سے نہ ہو گلہ دل صبائے رہے بے قرار
نور بصر خلعت ملے آرزوئے ضیاء برقرار

جن کے جھونکوں میں صدا وہ تیر ہو در گوش استوار
جاہ و حشم نسیم صباء روئے ندا دید اشکبار

اضطراری بنے سرور سوزش جگر ہو باحضور
سکوت عالم ملے سخن ساز خوئے فدا لیل و نہار

جاں بلب ہر آں ہو دستور جانان روبرو
آزمائے کیوں اجل خوب رُوسدا جانثار

عمر طویل ملے میسر یہاں الفت جہاں ہو شہسوار
رجید زندہ در مزار بہر سُو رِدا در مہار

❁❁❁

05-10-1969

خانہ سرائے میں دو کم سِن دختراں غزالہ بشیر و موذِنہ اشرف

(۳۹)

کیا کہا جاوے ہر لمحہ نکلا الم الم
دُکھتے رہا سدا زخم دل نم بہ تم
تقدیر نوشتی پر چھائی اَبر سم یہ سم
بنیں اُمیدیں مُدعا نرم گِل دَم بہ دَم
چُن چُن کے پایا ہر فرد صدم صدم
پگھلا ہوں جدا سُرمہ تِل بزم بزم
جرات نہ رہی در خرد منداں قدم قدم
قرارِ مجنونیت ہے طلسم طفل صنم صنم
تعمیر فکر آشیانہ منزل عدم عدم
کارزاری خطاء تخم سونبل قسم قسم
خودی پہ نثار خون ریزی جنم جنم
بوند بوند جمع سَم عدم ساحل رقم رقم
دل سو زندہ رجید ضرب فگار گرم گرم

❁❁❁

از سنہ مومہ سندری بنت روپہ دیدی مادر رجید برمہران ہولا الٰہ الا اللہ

(۴۰) پرائیر

یارب تیرے حضور میں رحمت دوام ہو ہم پر
معصوم زمانے کے ہم، امن و امان ہو ہم پر

تیری جہاں وسیع ہے ہم ذرے ہیں زمین پر
تیری نگاہ بخشش روح و رواں ہو ہم پر

دل میں حرص علم کی دیدوں میں نور تیرا
سردے تاج ہم کو کون و مکان ہو ہم پر

خلعت ہم کو پہنا دانائے گُل تو ہی ہے
جاوید رکھ جہاں میں ضامن زمان ہو ہم پر

پڑھ کر تیری ارض پہ تارے بنیں جہاں میں
قلب سلیم عطا کر روشن جہاں ہو ہم پر

گردش ایام ہم کو معراجِ علم نصیب ہو
خدمتِ مخلوق دائم اذِن و اذاں ہو ہم پر

ماں باپ اور اُستاد راضی سدا ہوں ہم پر
نصیبِ ازل راہِ ہُدیٰ دور جہاں ہو ہم پر

اے مالک ازل و ابد کب کم ہے تیری رحمت
ہر صبح نو شبنم حُسن و ایمان ہو ہم پر

بزم دعا ہماری طاہروں کی چہک گلشن
مکتب زبان ہماری جشن و جہاں ہم پر

معصوم دل کی پُکار سن لے ہمارے خالق
دل کہکشاں رجید روشن عیاں ہو ہم پر

❁❁❁

طلبدار خدمت خلق
پرویز احمد نینگرو، پلوامہ

(۴۱)

منتظر ہوں آیئے خوب رو در چمن
نثار اس کے ہو جاتا پلک بوس ہو جاؤں
دل بے تاب صنم کدہ نظارہ بے بیان
سینہ سوز محو یار پاء بوس ہو جاؤں
کیوں ہو دست کجی خاک راہ ہو اباز
پیام بہار لاتا باد بوس ہوجاؤں
میدان بے توشہ میں چھوڑنے پر حسرت
وفائی کے آرزو میں فلک بوس ہو جاؤں
کیوں راز افشاء کرے زاہد بر نقار
بے مے صراحی کے کفیدہ پوست ہو جاؤں
سجدۂ خاک خود نہو بے خبر اے ساجد
مسکن اپنے پہچاننے میں نامِ ناموس ہو جاؤں
بے تابی اک لطف جوں شمع پگل گیا
روشنی کے انتظار میں دید کوس ہو جاؤں
عالمِ حسرت میں کہنا نہیں آتا رجید
سالہا سال در دیالہ گام اُسے دست بوس ہو جاؤں

14-11-1969

(۴۲)

آج ہے فسانہ میرا بیرون خلوت خانہ
دھرکے زیرکوں میں بہرکیف مکدر ہوگیا
جس سے زمانہ در بغل وہ خاموش گنج پنہاں
آج وہی انفاس زیر سیف نذر ہوگیا
مجھ جیسے بے خبر کو سینہ چھلنی چھلنی
آج وہی جام جم ترغیب شہر ہوگیا
جرات بیان نہ تھی تو بھڑکا شعلہ دل
طراوت کے جستجو میں در سحر خضر ہوگیا
مدتِ دراز سے درس پنہاں در وجود
بے سود افشائی سے شیر غیب مادر ہوگیا
ملامت کی چادر سدا رہی بردوش
پر اب بھید عمیق زیرِ غیب مشتہر ہوگیا
آرزوئے پردہ داری دُعا رہی ہمدم
پر یہ گرج سماں زیر آب زیر ہوگیا
زمانہ کی بے بسی میں خون آلودہ ہے رجید
منتظر رفقاء کے عوض حریف بے سر ہوگیا

06-12-1996 ❁❁❁

طالب فتاح انشاءاللہ عمر ہیر نوگام، سرینگر

(۴۳)

۱۹/ دسمبر ۱۹۶۷ء کے زلزلہ کا اِک حوالہ

نکلتے کیسے باہر زمین زلزلوں سے لزرتی ہے
بیٹھے کون درون خانہ دیوار تھرتھراتے ہیں
اعلان سزائے آکاش سینہ سنگ کج بندوں کو
زمین خود سے بے بس شہسوار لڑ کھڑاتے ہیں
عنقاء بندگی تھی ساجد زمین بد دل
اب سورۃ زلزال یادداشت میں سنوارتے ہیں
مساجد جیسی بنیں تھیں اُلوں کی دائم بستی
اب زردار خوف کے مارے اشکبار تھرتھراتے ہیں
واعظ بھی پھرتے دِہ دِہ کون انہیں پوچھتا
خوف الٰہی زلزلہ کے تو یہ مجالس سجواتے ہیں
مساجد میں بھولے تھے گرد میں آلودہ کلام اللہ
دیکھئے پھونک پھونک برسر غلاف چمکاتے ہیں
گھروں سے عاری آوارے روٹھے لپٹتے پہلو

آج بے چین عادی چوراہوں پہ خیرات حلوہ کھلواتے ہیں
شیشہ محل سجانے والے آرام ناز عادات لوگ
آج میدانوں میں لپٹے پتوار گھاس بچھواتے ہیں
بھٹکے جوان آوارہ لفنگ اکڑتے زمین پہ
اب قہر الٰہی دیدہ پاکر خود کی سزا گردانتے ہیں
صدائے رجید کی قدردانی آئی سمجھ بہت دیر
سب ندامتی اشتہاری بن کے نماز گذار رُلاتے ہیں
شب ابی طالب کے محصور دائم ابھی حلقہ بند
اللہ کی جلالیت میں تِلملائے صدا بند
فریاد بندہ مسلم حب الورید تک جا نہیں پہنچتا
ورنہ سب رگیں دُکھتی ہیں کرا رہی بے حد و عد

❁❁❁

19-12-1967

(۴۴)

تمنا ہے کہ اس دنیا سے پرواز کر جاؤں
یہ نامہ وحشت و آہ اختتام کر جاؤں
یہ بے تابی و پریشانی شبابی رنگ کھو جاؤں
یہ اپنوں اور پرائیوں کے لیے قصہ حق لکھ جاؤں
کوہساروں سبزہ زاروں کو آرام دے پاؤں
اپنی داستانوں کو ہر رنگ فصل دے پاؤں
زمین و آسمان کو بھی فرصت حال دے جاؤں
نئی رنگ و بو کو آشتی کا سبق پڑھا کر جاؤں
تمنائے یار تھی کہ وعدہ حق ایفاء ہو جاؤں
یہاں کے بے آرامی سے سکوت دوام لے جاؤں
حرص سے بھاگتے بے غرضی کا جام پی کر جاؤں
دیر مت لگایئے طوالت امتحان اب نہ ہو
زیست دائم رجید تا قیام بقاء لے جاؤں

❀❀❀

31-x-1966

(۴۵)

طالبِ سلطان ہوں خدا چاہے
تحفہ یزداں ہوں خدا چاہے
عمر کی بسر کوئے یار میں
عشق فراواں ہو خدا چاہے
کششِ معشوق میانِ خود شاہ شہپر
انفاس خودی نہاں نہ ہوں خدا چاہے
سنگِ سیاہ تو صنم کیوں بتائیے
میری خاک ریزہ ذری ہو خدا چاہے
سب کچھ عیاں وائے خاموش کیوں
عاجزوں پہ کرم شاہ ہو خدا چاہیے
منزل زاہدانہ کوسوں ہے دور
نگاہ محبوب رندانہ ملے خدا چاہے
حضور کے حضور لوح محفوظ روبرو
مجھ پر ہو مہر عنوان خدا چاہے
بعد اسد سلطان ملا سلطانِ طریقت
عطائے بصر جوئے رواں ہو خدا چاہے
کہیں جو نظر نذر ہے ہر سو بنے سلطان
رجید دایم فنا فی السلطان خدا چاہے

(۴۶)

انتقال خاک جسد معلوم در تقدیر
ازل کے پڑھنے والے یہ خوب جانتے ہیں
کس لہو سے لوح لکھی جائے تدبیر سے تعمیر
خدا کے آشناء ہم کو خوب بتلاتے ہیں
دفتر یزداں میں جبریل کی ضمیر
درمیان داری کا سبق خوب پڑھاتے ہیں
علم کے ایوانوں میں خدا خود بے قصور
روح کے رازدانوں کو خوب جگاتے ہیں
بے مرشدی کے دامن سے چھو نہ جائے لکیر
ایسے توحید سے ملک ضرور ڈراتے ہیں
اس دور مادیت میں لرزتی ابلیس کی شریر
ورنہ اسباقِ رحمانیت ریاض اولیاء پکارتے ہیں
شریعت کے دیوار ہے ہو جا آستان سے بغلگیر
آگے وجودِ خدا کا عیاں نظارہ دکھلاتے ہیں
معنی قرآن بس الفاظوں کی نہیں زنجیر
لو انزلنا کی جستجو اس کو خمیر بتلاتے ہیں

اے طفلِ مکتبِ علم خرد سے نہ بن جائے نکیر
خدائی اپنے عاشقوں کو لا اُبالی پڑھاتے ہیں
شب قدر کی شب واعظ سے نہ بنے تطہیر
ایسے لمحات ندامت عفو تقصیر سے ملاتے ہیں
معتقداں منتشر سامان شکم کے ہوا باز
ان کے حلقے پیر پیراں کو تکیہ عیش و آرام بتلاتے ہیں
اہل توحید دولہے سجائے ماضی کو مرحوم دئے قرار
لا شریک کی کائنات کو مماتی کا سبق پڑھاتے ہیں
مغربیت اس نونسل کو جنسیات کی زنجیر باندھی ہوئی
اہل نظر سرچشمہ حیات اشکِ ندامت فوارتے ہیں
خودی نامعلوم بے خودی میں پھنسے افرادِ زر در بھنور
دیکھئے رجیؔد اصل دین حیات کو جُدا جُدا جگاتے ہیں
رجید خاک سار معصومِ زمانہ از شور بازار
تو ہی قادر کُل اپنے اسرار سے ملواتے ہیں

❁❁❁

دعاءصحبت مابی
عبدالمجید خان و برادرم
سعیدہ کدل سرینگر کشمیر

(۴۷)

دہر پہ لانا موزونِ ارض سجائی کیوں سمجھا تو نے
یاں خار بچھائی پہ نشست عنقا ہی کیوں سمجھا تو نے
میری حرکت شرعی پہنائی وسعت و رفعت پہ تم نازاں
تیری رگ و پے میں ساکت میری گواہی کیوں سمجھا تو نے
سکھایا تو نے ہر جھونکا لانا گرادینا ہر فصلِ بہار
جبھی یہ تیری رہبری رہزن فدائی کیوں سمجھا تو نے
میری ہر آن میں تو اپنی ہستی کئے ہو دوام
رازداری آشنائی سِکھا کے نا آشنائی کیوں سمجھا تو نے
تلاوت خفی میں محو کردیا واعظ سجائے مے خوری
تو یک خوشہ لغزش پہ کوڑھے دینا اہنسائی کیوں سمجھا تو نے
معلوم ہے درس تیری فریب بازی تماشائیوں کے
نصیب کئے طعنہ ساز تو یہی دلاوری کیوں سمجھا تو نے
ہر ذرہ میں تیری نگرانی تو ہے نگران اپنے کو
جنون دے کے تہتیں چپکانا ہمنوائی کیوں سمجھا تو نے
آپ ہی رات کا ماہتاب جو دکھاتے نورِ سحر

کھنچوا کے سوئے گلستان شب چھوئی کیوں سمجھا تو نے

ملامت کرنا فخر تیرا حشر سے نسیاں خُو

مشکوک خَلق بڑھا کے زیب، تنہائی کیوں سمجھا تو نے

پھرا کے کوہ بیابانوں اور ویران سنگذاروں سے

آرزوئے شعلہ طور کے جھپک نورانی کیوں سمجھا تو نے

کتنی آرزو بنی ہر دم میرے تشنگی خون کی

مشتہر شرمساری میں انتخاب ذرہ نوازی کیوں سمجھا تو نے

گلے میں دھاگہ پے وسعت تیری شرافت کب تک

یکبارگی میں آہستہ کھینچ صبح گاہی کیوں سمجھا تو نے

عمر گذرتی چلتی واویلا اور عجائبات

لا کے رجید مسجدِ بے سمت پُشت پناہی کیوں سمجھا تو نے

۞۞۞

(۴۸)

پکڑ لایا گیتی میں جفا کردیا تو کیوں
خفا ہوتا اپنے لوح پہ ایسا لکھا دیا تو کیوں

طوق گردن تو نے پہنایا اعضاء کاٹ دئے
شوق طریقت کردی پُر شعلہ بھڑکا دیا تو کیوں

آہ و حسرت تحفہ دیا میری بس میں تیری رضاء
نشاط سُراب ہو کے سیم چھڑکا دیا تو کیوں

تیری رہبری ہر سو بنی چاہِ یوسف کی طرح
وفاداری میں تہمتیں قباء اکھڑ دیا تو کیوں

بحر میں لی زیست مری گردو غبار کیسا
حسرت بھرے لمحات کو موج سے جڑوادیا تو کیوں

شرطِ بندگی ہر آں سجدہ سر سربسر
طعنوں کے شکرانے بجا اولے برسادیا تو کیوں

میسر اے واعظ فتویٰ طفلانہ کئے بھم با وہم
خرد سے اُکتائے بنے مکھڑوا دیا تو کیوں

دریائے غم پُل بنواکر ہانکتے رہے پار
آرزوئے مر کے جینا سکھوادیا تو بھی کیوں

بوئے یار بزم آشنائی چھپائی ریزہ روکئے
بے سرو پائی رجید کب تک نکڑوادیا تو کیوں

(۴۹)

فانی سراء میں رو رو کے آہ زاری سکھائی کس نے
میری معصوم جوانی پر دست درازی سکھائی کس نے

آیا کون یاں حسرت کے نامے لایا میرے پاس
بے تابی کے کنول کو ماتم سرائی سکھائی کس نے

کیا معلوم ہے اے صباء تجھ کو صیاد کس سو آیا ہے
بہاروں کے جھونکوں کو خزاں آوری سکھائی کس نے

زمانہ کیا رقیب میرا مہر دل پہ لب پہ تالا
دعویٰ عدل مبدل کر کے سینہ زوری سکھائی کس نے

بنا کر مجھے امام اپنا منبر کس سُو سجایا کس نے
وفاداری میں فتویٰ سنگِ آزاری سکھائی کس نے

خلوت میں اپنے ہونے کا کرا دیا مجھے مشتہر
جلوتوں میں نہاں اولے برسائی سکھائی کس نے

میرے چشموں سے آب رواں کا نظارہ کیوں پہسند
رفتار سفینہ ہموار پلک چھیدوائی سکھائی کس نے

اُکسایا تو نے مجھے بندگی کے واسطے صدا سدا
سجدہ سر پہ طعنوں سے نیزہ کھدوائی سکھائی کس نے

جگر کے پارچے دیتا تجھے گر قبول باشد ہویدا
بنا دینا گلے کی ہار نہ کہنا یہ شیدائی سکھائی کس نے

ارجے رجید تیرا رو رو سیاہ دیکھ آئینہ بلال
شکووَں کا نام مٹا کے رندانگی سکھائی کس نے

۞۞۞

25-04-68
غلام رسول شیخ ؔمفلسی
بایونس احمد
نوگام، وانہ بل سرینگر

(۵۰) (مدرسہ میں)

محفلے زیر کان درس درسگاہ پر جاہ ملے
تصویر بُت جیسے رہا بے زبان ناداں تر

محو دلیلاں سچ دھج غبارے آڑاتے ہوئے
میں سہم کے گُم سُم بے بیان و بے خبر

وہ سچ جھوٹ کے خمیر تانے بانے نیارتے
مجھ سے تصدیق خواہ ملے ارزاں اور بے ہنر

سب کی رائیں وہ ملاتے مجھ سے ہاں نہ ہاں
سربراہ سرِ طفلاں تسلیم بچگاں بے ضرر

ان کے تراتیب و ترکیب براہِ طفلگاں نذر
منکر راست گوئی مجھ سے لرزاں غیب تر

میری سخن گوئی کو وہ بہودہ دیتے تھے قرار
بجز بحر و ردیف نہ سمجھے دُر عمیق ناز تر

کوئی نہ ملا اس سراء میں جہاں ربی الاعلیٰ
تہمتوں نے انہیں پردہ بٹھانے سرِ ملے انہیں شرر

راست ہے گلہ ملاؤں کی بدحواسی پر عیاں
اندھیر پن کی بد دُعا بار عصیاں انہیں سر بسر

بے باکی و خموشی بھید نہاں رہی دستورِ من
فضاء کی اندھیر گردی میں بنا جہاں میرا پاک تر

سندِ اول سحر خیزی نے روز بنادیا شب گذر
اسرارِ نوری نے لپٹایا رجید ملکان نزدیک تر

❁❁❁

طالب ہدایت:
دختراں اربعہ محمد مقبول شاہ ورفعت شاہ
نزورہ عیدگاہ سرینگر

(۵۱)

آشناؤں سے کیا کہوں آشنائی ہے ستم
حالِ عجب در عجب شہود اپنا ہے ستم
ہر سُو گھیرا رسوائی نے رسائی خود ہے ستم
نوکِ خار دار خود چھوئے سجود اپنا ہے ستم
سود و زیاں در نظر اپنا جینا بنا ستم
موجود بھی خطا سمجھ معبود بنا اپنا ستم
حالِ دل کیا پوچھئے عدمِ زبان ہے ستم
بے قراری ٹھہرے قرار درد مسعود اپنا ستم
اشک سے ہوئی تر ارض کانٹے بھی اُگے اک ستم
بے خار گُل کب ملے خود خدائی ہے ستم
الاماں انفاسِ زیست زیر و زبر ہوا ستم
آکاش سے بار گرے اولے زمرود اپنا ہے ستم
بس رجیدہ اب بن سکوت چیخ و پکار کر بھسم
دم گزارنا اک قیامت صبح سرود اپنا ستم

۞۞۞

01-01-1069

تعبیر سپُن در ارض وسما سُنیل راز دان حبہ کدل سرینگر

(۵۲)

بہارے گلستان کو ابھی خزاں دیکھتا ہوں
رہ رہگذر خون کی ندیاں سنوارتے ہیں
فلک گریہ زن واویلا طایران شجر
آشیانہ جگر گوشان لحد میں سجواتے ہیں
سر جن کے کٹ چکے صف بہ صف سب اشکبار
زلزلوں میں پاء کسی کے نہیں سدھواتے ہیں
آہ و بکا کی گونج میں یارب الاماں
دل چیرتا آنکھیں جلیں انہار خاک جڑواتے ہیں
مسجدوں میں اولیاء سر جھکاتے حیف زن
واحد القہار یومِ حساب لمحات گنواتے ہیں
اُبھرتے بچپن نیزوں کے بنے گلدستے دیکھ
تابِ آدمیت نہ رہی سیماب جگر پگلواتے ہیں
کس کے بس میں ٹھہرے کب دیدوں سے لہو
پھڑکتی ارض جگر چاک سینے کترواتے ہیں
منتظر ماؤں کے چھاتیاں بلکتے شیر خوار
آگئے آیئے دیکھئے خود کفن سجواتے ہیں
میدان کارزار میں جور و جفاء کی کڑک
خامۂ رجید لے گئے وہ کفنی لکھواتے ہیں

(۵۳)

نامعلوم اُجڑے بہار بنایا جب آشیانہ میرا
خبر جو دے تھی قبل خزاں میں سکھوانے کا
وجودِ یار ازل سے پایا صنم کدہ میں
داستان چمن میں سنے صدائیں رُلانے کا
حرص اُس کی دی ترکیب اس سرائے خانہ کی
مجھے تاوان میں تازیانے دئے بُلانے کا
ارض و فلک میں چھایا رہا یکتائی کے
موجودات چھلنی چھلنی شہنائی کے دُھلادنے کا
چُنا رہبر تہمتیں دیں سجوانے کی ہر رنگ
سوزن کاری پیوندی وہ مِلوانے کا
حیلہ آدم آدمیت پڑھایا افسانہ
سر دیا سرخمی کے بھید خود کُھلوانے کا
میرا ہر رنگ جس میں رگ و پے دھنک
قدم قدم پہ پچھاڑے نیزے گھلوانے کا
چمن کی تازگی کے لیے شبنم میرے آنسوں
نادم بن کے مٹایا رجید شعاعوں سے غسلانے کا

❀❀❀

(۵۴)

مہر باطن ہوس دے کے ردِ خلق سے بُجھائی تشنگی
بلادو ایسے وفا کی شرمساری جس کی ہو انجام
ہوس ناموس کے مبدل سنگساری کیوں لکھی
آگ لگے ایسی آشنائی پہ رسوائی جس کی ہو انجام
جیسے دیا اس سرائے میں لحہ لحہ در پے اجل
زیست بنی حسرت بھری طعنہ زنی جس کی ہو انجام
اعلانِ عام بندگی کا نامۂ فراری برسر نہاد
آشیانہ پہ بجلی گراکے کڑک زنی جس کی ہو انجام
شرطِ گُل خاک سے خاروں کی ملی بھرمار
شبستان تنہائی میں نیزہ چبھوئی جس کی ہو انجام
گھر دیا قفسِ اندوہ، پرواز کردی عنقاء سدا
عجب ہے تیری سحر سازی، لب بستگی جس کی ہو انجام
جوں تھی آرزو میری معمہ بنادیا مجھے
حیف ایسے بُلاوے پہ سرخمی جس کی ہو انجام
خود بنا خریدار مرا ذبح کرنا پرائیوں میں

ایسے سودا پہ شعلہ ہو، بے گانگی جس کی ہو انجام
قرار دیا شہباز مجھے، غارت کنجشکاں سے کیوں
ایسی بلندی سے ہجر دامن کو ہی جس کی ہو انجام
کیا مست اپنے ہونے میں نہ ہونا میرا پسند کیونکر
ایسی خودی سے ہو ملامت، خوگری جس کی ہو انجام
بتلاتے مجھے مجنون، شکم کے پُرآز طلبدار
حیف بنی میری کودگی آہنگری جس کی ہو انجام
رجید دیالہ گامی مایوس نہ ہو جبس تنِ تنہا
فناء میں جلتے ہوئے خود آبادی جس کی ہو انجام

❁❁❁

05-09-1968

(۵۵)

شرمسار روبرو دیکھ محبوب کتنا عالی
نازان وہ بر پسینہ تنی کتنا روا ہے
کشش بے بسی رمز جوں جلوہ نمائی
سرِ راہ رخنہ زنی کیا روا ہے
ملامت سے پشیمان رو پُر خاک
سرِ راہ طفلہ زنی کیا روا ہے
تیرے کوئے سجدہ گاہی پُشت خمی
طاعتے تازیانہ سفلہ پنی کیا روا ہے
خبر ہے تیری شہرت قیصری
جس میں کہنہ کفنی کیا روا ہے
طوق غلامی میں نہیں رفتارِ انفاس
شہود پہ سنگین نالہ زنی کیا روا ہے
رجید گوشہ نشین مار بردوش
محافظ کی قتل زنی کیا روا ہے

❁❁❁
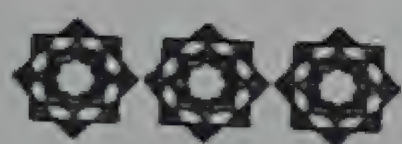
طالب ہدایت: ڈاکٹر محمد امین ملک، رام پورہ اسلام آباد

(۵۶) (سایل)

عاجزی کا پتلا تیرے در پہ آیا
ابھی جو دھکیلا وہ گدا بن کے آیا
قسمت کا مارا کمر خم چلایا
شرمسار رو وہ صدا بن کے آیا
شیروں کا جیسا کل کا قدآور
وہ بے گھر وفادار مدعا بن کے آیا
نازاں تھا اپنے گُل رو جہاں میں
ریسمیان سے ڈسکے رِدا بن کے آیا
چھین کے شمع جو پھرتا اندھیارا
جگنو کے جیسے رینگتا بن کے آیا
شکوؤں سے بھرپور لوح پیش کش
ملامت میں پنہاں وِداع کے بن کے آیا
دیکھ رجیؔد لاچار حال دل مشتہر
خونِ عاشقاں شیدا جوبن کے آیا

۞۞۞

02-05-2010

(۵۷)

زخم جگر پہ نمک چھڑکنا جانتا ہوں
پردہ پوش کے راز افشائی جانتا ہوں

جنوں عشق میں آہ و زاری برقرار
سزائے عقل دل آزاری جانتا ہوں

داستان گوئی سے سراسر رسوا کرنا
انبار خار سے سُرمہ سازی جانتا ہوں

حسرت کدہ میں حوروں کو آہوں سے رُلانا
بجلی گراکے سو زندہ سازی جانتا ہوں

شبابی میں خنجر آب دار پنہاں سُو چلانا
چہیتی شاہنوازہ کو کفن سازی جانتا ہوں

کارِ عشق خود کو روبرو جانان
بے کس رجید پر سوزن سازی جانتا ہوں

❀❀❀

یادِ شہنوازہ شہید شد بنام کربلاء
برائے حصول لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ
اول مئی 2004ء

(۵۸)

زیست در نار کردن اپنوں کا بنا کام
خود داری نخوت سمجھنا جیون کا بنا کام
سکھایا تِنکہ تِنکہ یوں آشیانہ بنانا
نصیب سو زندہ کرنا مجنوں کا بنا کام
تیرے در پہ نظارہ چمن ہو نہ ہو
پر اُجاڑنے کی لگن میں شمعون کا بنا کام
شریعت کے زنجیروں میں زُنار پہنادیا
سرِ راہ بھید افشائی رہزنوں کا بنا کام
خرد سے کیا واسطہ بس سر پھوڑنا آتا
ایسی بے خودی میں تازیانوں کا بنا کام
سمایا جس کا سودا وہ دردست لیے خنجر
رجید خود سر بکف لیے مستانوں کا بنا کام

❀❀❀

16-06-1966

(۵۹)

اسیرِ قفس نالئے بے سرو پائی کا مجبور
تطہیر دمِ آخر رضائے معشوق آزمایا
داستانِ تارِ دل سمجھے اجنبی خوش الحان
بجز دل مدو جزر سجا کے ماہِ رخ بتلایا
سکوتِ دل کہاں نصیب منازل رندانہ میں
بے صبری کا علاج دمِ مافوق میں ملادیا
واعظ اور عالم سجائے بازیور دولہن شب
مجھے مجنون ٹھہرا کے فتویٰ بے ذوق جلادیا
مجھ جیسے مہجور کو پوچھے کون جہاں میں
آغوش سے نوازہ لے کر مدعائے سلوک سنبھلایا
رجید صنم پرستی آتش فشانی توبہ
جہاں سنگ بے زبانی کو وداع بلوک رُلادیا

❀❀❀

امید پائیداری درملازمت
گل محمد ڈار ولد غلام محمد ڈار
ساکنہ پہارو بڈگام

(۶۰)

نظارہ کیجئے میری بنی رہتی رسوائی
خودی کے ہستی بنا انسان ہی شکاری
کہاں کی یہ خرد مندی سمجھے کون خوں خواری
درس کس کی مدرس کون کس کے ہیں پجاری
فکر و فن تیر بازی عدم موجود اسراری
ہوش لے کے یہ کون مرشد سکھادی روحی عیاری
میری داستان رہزنوں کی بنی سوداگری
اسپ سوار مسلے چلے بے کنار رہداری
دوست کبھی ملتے جتنے کھوجتے اٹھتی چنگاری
لیتے گئے چوراہوں پہ آہ آرزوئے شرمساری
ٹھکانہ رجید نام ملے بس خریداری رسوائی
چھپایا گنج ناموسی دل آزاروں کے نشاط صحرائی

❁❁❁

(٦١)

اجنبیوں کے اندیشے خرد کے نکتہ چین
جنوں کی نظر میں پُرایا کون
کس کو گلے کریں خود سے ہی سب گِلے
آرزوں کے جہاں میں غُرایا کون
میرے نس نس سیل سَم قرار عنقاء
غیروں کی تشنگی میں رُکایا کون
جینا یہاں عبث مرگ ہے نابود
رندوں کی جہاں میں ڈرایا کون
زاہد بے خبر مسجد میں شمع عوام
سیاہی کے مناروں میں گھبرایا کون
قرآن برسر در دست خطبہٗ تلوار
اُمی کے الف میں سرکایا کون
ملامت نے سکھلایا وجود در موجود
رجید دیالگامی کو بصرایا کون

❁❁❁

08-07-1969

(۶۲)

تجھے دل دست بدعا کہ بنے آسان سرائے خانہ
رہے ہر رہ گزر سے صدائے مہر آجائیے
بنائے طلسمات نشیمن برقِ فلک نہ ٹکرائے
لبِ گُل ہل ہلا کے صدائے سحر آجائیے
کبھی کل کی مسرت آج دُھند نہ ہونا نمود
منتظر ہوں یہ ادائے ناموسِ دہر آجائے
بھیدی اویس بھی رہا کسی کسی کا میں
وہ سنبھل کے ہی باادب اصفر آجائے
مدح خواں میرے طرز الٹ کے صابر تھے
لب بستہ پُر شکن آج بے خنجر آجائیے
معروف رجید دلوں کے صفحات زیر نظر
حقیقت تلخ کے ناشنوا بے زیر زبر آجائے

❀❀❀

26-x-1974

یااللہ اولادعطائی۔غلام محمد باجوئی خانیار ہمسایہ قادر جیلانیؒ

(۶۳)

ایسے رونے کی باندھ کیا وقفہ امتحان کب کہاں
اب پچھتاوے سے سود کیا وقفہ امتحان کب کہاں

بہر کفِ جہاں سب زیاں دل بہلانا اک خواب ہے
وصف گریاں لب عیاں تحریر مظلوم ہے پنہاں

کس کو کون گلہ کرے سکتہ زبان سب فغاں
مشت بند صدائے چیخ تحفہ نسیاں شب زنداں

اشک رواں غسل وجود صفحہ شبستاں کرب زماں
ہستی محبوب تسلیمِ دل رقعہ مہماں ضرب مکان

رجید صدائے واویلا
وقفہ امتحان کب کہاں

❁❁❁

(۶۴)

جلوت گاہوں میں پنہائی رہی مجنونانہ وار
ہر جاء میری سخن گوئی پہ بحث و تکرار

یوں تو میں کبھی اُستاد نہ رہا طفلانہ وار
طفلوں میں ان کے من کا بنا عین غین دم ہموار

آغاز سے ہر در نگاہ کے مجلسوں کا مہتمم اور دین دار
بدنی کھیل کود میں اول سے تھا پیشوائے طلبدار

حلیمی مزاج پُر چابک و کبھی تمسخر بھی اڑائے تھے
پر میں خود ہی خود کو گردانتا ایسا سزاوار

❀❀❀

نورالامین خان پسر عبدالمجید خان سعیدہ کدل سرینگر

(۶۵)

باطن سے بُدھ ریشی نے کی انتخاب شاہنوازہ
پسند رب شہیدِ لہو کیمیاب ہے بے حساب
خانہ خود کی آرہ کشی اتباع زکریا لرزان
سب جنت کی کنجیاں دست نوازہ ہوں بے حجاب
پاک باش سندِ حوراں ظاہر و باطن اِلا اللہ
بقائے شہدائے قدوس میں نے زہے بے حساب
سرِ بالین ریشیؒ مقرر بحکم ابدی اقرار
اپنے رشتہ میں جڑی درد امن کج موج قرار
یہ ہے حقیقت خالق جس کی نہ ہے انکار

❁❁❁

24-01-2005

یانافع یا نور۔ رب کار تجارت میں دے حلال بھرپور غلام جیلانی علائی

سرینگر

(۶۶)

میری آمد عبرتِ آہ کے بجُز کچھ نہیں
حسرتِ فنائی میں تنہائی کے بجز کچھ نہیں

اشک ریزی نے نس نس کو بنایا قلزم
مجال کس کی ٹھہرے ساحل نشین طلاطم

بچاری تعین کو نہ لرزتے موجوں سے کیا کام
لمحات کرب بسر رجید کے بجز کچھ نہیں

اہل خرد کی تہمتیں مشتہر زاہدوں سے عام
دعویٰ دین داری کے بجز کاغذ کچھ نہیں

آج تک بھی کوئی جانتا نہیں ماضی کا فلک شکن
نسبی جودی آہنین پردے کے بجُز کچھ نہیں

❀❀❀

(۶۷)

امید نصرت بر آنے پہ کہیے شُکر لِلّٰہ
نہ رہے شکوہ خرد مندان شکر لِلّٰہ

سرائے فانی میں مال و زر اُتار و چڑھاوٗ
کن سے ملے حوصلہ سود منداں بہرِ لِلّٰہ

مادیت کے اس فریب میں اِلزام حرص
بحر حیات میں ملیں درد منداں شکر لِلّٰہ

آہنگر کیا سمجھے زرگر ہو نا دشوار
پیش زر کوب عشوہ فکر منداں مہر لِلّٰہ

دلِ رجید بہلا سکے کون کافر
گل و بلبل غزل خوان ذِکر شکر لِلّٰہ

❁❁❁

30-06-1971

الٰہی در کار حلائی استواری، بشیر احمد بٹ و برادر، محمد اشرف بٹ کھنموہ سرینگر

(۶۸)

عاشقی کا لبادہ اشکریز
دلِ عاشق ہے سراسر خون ریز

تب کے محشر کا مرد آدم سے نہ پوچھ
لمحہ اِک اِک یاں قیامت کچھ نہ پوچھ

بر زمین زیست سراسر شور و شر
آدمی کا کوئی نہیں خبیر یا خبر

ٹپک پڑا لہو میرا شعلہ ریز
دھر میں بس اشک ریزی ریز ریز

یدِ آدم کسی کو بھی ہوں نصیب
نا انصافی میں رجید نہ ہو غریب

❁❁❁

طالبِ دُعا خیر: بسما کاوڈارہ سرینگر کشمیر

(۶۹)

آتش کدہ سے پوچھئے کیا بسا ہے در جگر
تلوار سے چھوئے سینہ پہ کیسے فگار

دیدوں کی کیا بنی گت سُرمۂ سیماب
چہروں پہ دیکھئے کیا زر ذرے ہے داغدار

یہ درد کس واسطے لائیں صلیب کہاں
جو خود ہو لاعلاج موئے موئے خم دار

یاں ٹھہرتی نہیں نظر پلکوں پہ آبلے
کس یوم حساب کا ابھی ہے انتظار

یہ ارض نہ صوفیوں کی نہ ریشیوں کی پکار
رجید دونوں میں پھنسا ابلق شیر خوار

❁❁❁

طالب دعا خیر صحت وسلامتی: بشیر عارف

J.D.D. Radio Kashmir

(۷۰)

درسِ گوشہ نشینی سورہ اخلاص بنا شامل
آئینہ یکتائی میں دوئی نظر یہ کارِ خدائی

جانتا ہوں ہر شئے تیری تو ہر شئے میں پنہاں
شراکت ابلیس بھی کیوں بسر یہ کار خدائی

غیروں کو سر جھکانا نہیں ہو شرکِ سبحان ربی الاعلیٰ
شیئاً للہ اول جبریل سے گذر یہ کارِ خدائی

ذرا بتلائے پوجا کس بت کی ہو اے بُت
خلیلی نمود مہر آذری یہ کار خدائی

پسند جوں مسلمانی آرزوئے مسلم کیوں کافری
امتحانِ رجید بردارِ سحر یہ کار خدائی

❀❀❀

09-06-63

درمجلس رجیدہ ارچنادر، دختر ہری کرشن در۔ ماں۔ اوشاء در جموں

(۷۱)

کاش کوئی روئیداد جہاں مجھ سے پوچھتا
لب بستہ ہو کے یوں لب ہلانا آتا نہیں
ارض تنگ کردہ آسمان سے تیر باراں
پیش صنم بریان جب رُلانا آتا نہیں
کس سے کون کیسے پوچھے وہ درپردہ نہاں
پوچھتے رہئے تو اسے ملوانا آتا نہیں
کون ہے جو اس سراء میں رہنما ٹھہرا میرا
ملتا در صورت رندانہ پر منوانا آتا نہیں
رجید بادنما سمجھ پر خود باد خزاں محیط
ولے ہر بہار کو خزان میں پگھلانا آتا نہیں

❀❀❀

خادم انسانیت
علی محمد بٹ ولد عبدالعزیز بٹ
ساکنہ دری بل نائدکدل سرینگر

(۷۲)

حرصِ گیتی دلاتی ستم و واویلا اے دنیاوی دیوانہ
پسند جس کی بنی آہ زاری سمجھے نغمہ سرائی

چشموں سے اُبل پڑتے رہا خون دل دائم
گلوں پہ کرتے رہے سیم باشی سمجھے نغمہ سرائی

کہیے مرادِ عشق بس عنوان جو رو جفاء
زیست باشی کی جنم راست جو سمجھے نغمہ سرائی

فخر ہو تجھے اے محبوب مجھ جیسا ملا رسہ کش
تیرے کوئے بہم کرم کشی سمجھے نغمہ سرائی

آپ کیجئے بے بس و پامال رجیدہ درجہاں
ہوس جستجوئے یار زخم کاری سمجھے نغمہ سرائی

۞۞۞

15-01-68

(۷۳)

مسجد ارض پہ آہ و فغاں من دربنا یا دشوار
تحفۂ سر میرا چاہے صدائے در نہ کرنا تم

اِفشائے جفاء گر بنے تجھے دشوار
پارۂ زیست میرا چاہئے نِدائے غیر نہ کرنا تم

اُبلتا خونِ دل گر جنوں گزرے پُرخار
لب ریز جام چاہے گر انتظار بدیر نہ کرنا تم

تمنائے سجدہ رضاء کیوں نہ ہو اے جانان
پوستِ جبین پاء زیب چاہے خطا تیر نہ کرنا تم

شکوے کجروی تیری حُسن و آئین کیا عجب
دلسوز رجید کا گُل چاہے جدا اے شجر نہ کرنا تم

❀❀❀

(۷۴)

آہیں پکارنا بنیں دل پہ وبال
فریاد عبث ثابت دلیل و دلال

گفتار بے سود خوفِ آہ بیہود
گِلۂ دل ہے محل و محال

مستی دم ہے آتش سر ہو
خودی کی قرابت خیال کلال

کیونکر بادِ غیر بارِ خود سہنا
چُن چُن گلوں سے نہو مالی ملال

ویرانہ خانہ خود بارِ زماں رجیدٓ
اجنبیوں میں آشیانہ بے قیل و قال

❀❀❀

15-06-1966

(۷۵)

غُل مچایا یاروں نے تہمت لگادی شاباش
صلح کی آس مٹا کے فسادی دیا قرار

کس روپ میں اُس کو پایا ہوشیار خبردار
مجھ سے دوست ملا کے اجنبی دیا قرار

طاقت گفتار نہیں رشتہ محبوب ہو ظاہر
پنہائی طوق بندی کے آزادی سے فرار

بدنامی میری خوب لگی نفرت پھیلا کے
نظر محبوب مستور سمادھی بنادی قرار

کیونکر تیرے حواس بے چین رجیدہ ہوش تر
پُجاریوں نے سدا شمع پگھلادی یہ خطا بار بار

❀❀❀

(۷۶)

سکونت دائمی در ارم تھی پکار میری
پر افسوس دانہ سے نکلے کو بہانہ آن پڑی

نسیم صباء سن سنہاہٹ شام حرص تھی میری
پر ہر صباء شام اور شام خیمیانہ آن پڑی

محبوب نے کشش رِندانہ سے مٹادی ہستی
جفائے باد تُندی کی بے حسی یگانہ آن پڑی

ارمانوں کا گھیراؤ کبھی اک دھاگہ نہ چھوڑی
پر اِک رمزہ عتابِ یار برق آں پڑی

چمن میں محوِ نظارہ محبوب شوخ یا بُلبل
رجیدہ کی شوق جدائی خوش الحانہ آن پڑی

۞۞۞

01-10-69

سوختگاں نوعمر ڈیزی وعلی محمد اونتی پورہ کشمیر کے لیے دعا کیجیے

(۷۷)

کھُردرے سنگِ سیاہ میں دُر ہوا کرتا ہے
عجب منشاء قدرت گاہک ٹھہر نہ پایئے

خریدار در خلوت تکبیر بے گانوں میں پسند
سودائے حیرت و غیرت ماءحق نذرانہ ہو جایئے

کیا مست اپنے ہونے میں نہ ہونا میرا پسند کیونکر
محبوب در مست و مسرت مشائق جگر نہ ہوجائے

مہر یار کیا کہے انجام آخر پُر شوخ تابام
خوے وفاء میں سرِ بازار ناحق مشتہر نہ ہوجائے

وجود پنہاں در شہود کس کو نظر اے رجید
روئے پُر شکن در عبرت فارغ سحر نہ ہو پائے

❁❁❁

طالب دُعا: سجاد احمد زرگر ترال، دلشادہ اختر

(۷۸) (روزِ درسی امتحان)

صندلی امتحان جھکڑی تحریر جواب پوشیدہ
درسِ ایام عتابِ محبوب نویندہ نامعلوم
کل جو تھا یادِ سَر بھولا در ہال حال
محفل شب کتاب عجوب نویندہ نامعلوم
علم ظاہر پیٹ کا بس کتابی راج
سینہ آتش عذابِ کسوف نویندہ نامعلوم
حکمت سے ہوں بیزار کب کیا لاعلاج
موج سرود لُب لُباب نویندہ نامعلوم
امتحان کسے کہیئے بس اعادہ زخم کاری
قبل نتیجہ کباب ذنوب نویندہ نامعلوم
درس مشقت خوب ہوکر حدِ اختیار کچھ نہیں
وقت تحریر رباب مجذوب نویندہ نامعلوم

❀❀❀
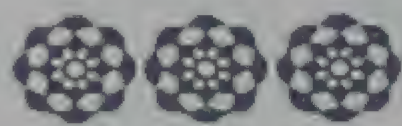
08-04-1970

طالب ایمان: پدرِ دختراں محمد مظفر اونتہ بھون سرینگر کشمیر

(۷۹)

خاک سمجھے حرکات صور ہے کیا
کہ زندوں کو مُردوں سے ابتر بڑھایا
انفاس پائے زندگی بس رندوں سے
مَر مَر کے خاکِ سے شہپر چڑھایا
یہ گیتی ماتم کدہ اُجڑے گلشن کا نام
کہ مِل کے حال جنوں سے بے خبر جُڑوایا
ربط کس سے کیجئے یاں سب اجنبی
جستجوئے سکوں میں بحر سے ڈھایا
پیام بقاء کے واعظ نہیں بے سروپاء
نشاطِ غیر نے درِ بشر بے ثمر دکھلادیا
رجید کب سے رہا مجالس سے پنہاں
مجنوں زِیر کوں میں بے اثر اپنا دیا

❁❁❁

06-07-68

فاروق احمد مظلوم شُد یا اللہ روزگار بدہ دائمی، مسکن اونتی پورہ ترال کشمیر

(۸۰)

بہتے اشک ریزی میں گلے کس سے کیجئے
مجھے ڈر ہے کہ طوفان نو بن کے نہ آجائے

حال خود کس سے بتائیں بیان خودی عنقاء
مجھے غم ہے کہ وہ دیوان بن کے نہ آجائے

لمحہ لمحہ انتظار میرا ہر سُو ہے بھنور
اندیشہ ہے ابھی عنوانِ نو بن کے نہ آجائے

مجرم بے خطاء ہوں در عدالت امید رستگار
مجالِ تقاضاء میں تاوان نو بن کے نہ آجائے

پچھتاوے سے کیا نکلے صابر بنے رجید
غفار سفینہ نشین نسل نافرمان بن کے نہ آجائے

❁❁❁

عیالِ خیر خواہی بشیر احمد
صاحی جان، شہنوازہ و غزالہ

(۸۱)

مجنون کیسے بتلاؤں کیا خرد سے بے گانگی
آکاش سے ہوسِ اوس ارض بنے ناپید کیوں

عشق و جنوں اشک خود آدم جستجو
ڈیرہ ڈالے کون کہاں صدائے مے ناپید کیوں

کردیا سنگسار کس نے دیدہ دیدہ جھپک جھپک
تلاش یار میں عمر گذری نقشِ پاے ناپید کیوں

مے نوشی جاء خلوت مستی جلوت مشتہر
یوں رجید جاء جبس وصل محبوب ناپید کیوں

❁❁❁

طالب ہدایت
فیاض ابن رجیدہ
بادوپسراں، شائق واعتصام علی

(۸۲)

اے خامۂ ہر تحریر مجھ سے تھکان رہی سدا
جو تو نے صدہا سال لکیروں سے سجوا دیئے

گذرے جتنے زخم دل سدا صدا موجود
تیری تھی صفحات سطروں میں ابھی سنوار دے

زبان کے وافر شعلے ازل سے ہموار
داستانوں کو نایاب بحروں سے پرودے

حال زمانہ مجھے بدستور جڑا دشمن دشمن
گلدستے دے کے کانٹوں نے جُڑوادے

کوئی نہ سمجھا مجھے تلخ سخنوری تسلیم
رجیدہ اپنی خودی پلکوں کڑوادے

❀❀❀

06-06-68

(۸۳)

رنجیدہ ہوکے لالہ نے سوسن سے پوچھا
پھولوں کی طعنوں نے عالم کیا سُرخاب

ہوئی سب یادداشت غم و اندوہ میں مبتلا
شب چہاردہ نے ہی برملا شب خون مارا

ہر بستی میں اُس کی ہستی ہر سُو غوغائے قضاء
کوئے کوئے میں بس نالان مرثیہ کربلا

حال عشق عشق پہچان سولی پہ برضاء چڑھنا
مالی لا پروا نہ بوئے رشتۂ رجید لا الہ

❁❁❁

خادم انسانیت طالب دعا
محمد سلطان صوفی صفا کدل ہفتہ یار بل

رجید اور سلطان در ایام ظاہر دنیا

بہت نایاب گزرا ہے طالب و مطلوب در طریقت روبرو
ورنہ طالب کو مجاز سے تلاش حقیقت کرنا پڑتا ہے
بہت مشکل سے مل جاتا عیارِ جلالیہ کو شمع پروانہ
در صورت بشر اصل میں صفت نور قُدس ہوتا ہے
رجیدہ کی ساری عمر درویش متو کے نذر نظر
جس کے ہی ہاتھوں غسلِ آخر اور در لحد سجوادیا
ذکر اللہ شرط دعوت سلطان ہوتی رہی
پر مقبرہ کے بنام طلسماتی وازہ وان ہوگیا
ملا جوں بابہ نصر نوند کو اور داوٗد خاکی بہ سلطان
تب سے بہت ادوار سہروردی رجید متو ہوگیا
ستم رسیدوں کی موئے موئے شعلہ فشان
اِک چنگاری جو نکلے خرمن کو جلادے
جس مرد فقیر کے ولایت کا ڈنکا بجا تھا ہرسو
جس نے تاثیرِ باطن سے عالموں کو مہکایا
افسوس بعدِ انتقال کن کن ذرائع معاد جڑ گیا

نہ جلال و جمال نہ رغبتِ حلال سونگھ پا گیا
مسکن سلطان پہ سرود سنگیت کا چرچا بجا نہیں
یہ وہ مقام ہوتا خود طالب تار بن جاتا
روپوش رہی وہ سلطان کی جلال
جو یاں اک لمحہ نہ ٹک سکے بن گئے دلال
کوئی بھنگی کوئی گوئیا کوئی رشتہ دار
لذات کی حوریں در بغل بن گئے گُلال
آغاز انفاس رجید بنی لرزانے والی بیابانوں کو
صدائے انبارِ غم سدا آکاش گریہ زن
رازوں پہ آبلے اُبلتے لمحہ لمحہ خراش
نمک چھڑکانے والے بھی سمجھے گُل پاش
خرد سدا زہر اُگلتی بحر جنوں میں دوستو
اسباق رجید دشوار گزر مادیت میں دوستو

❁❁❁

دائمی طالب خیر و سلامتی
ظہور احمد ریشی ولد حبیب اللہ ریشی
اسلام آباد۔ ترال
24-04-2013

(۸۴)

درکارِ خفتہ مشو ذکر و اذکار دایم
دل من مشغول درھو ذکر و اذکار دایم

بے یار کے ایں دانند بے گانہ چہ پے وستہ
مجنون اذکار مشو ذکرو اذکار دایم

غافل بر در خفتہ رجید از و مستہ
در خواب غافل وشو ذکر و اذکار دایم

❀❀❀

22-03-2013

محمد عمر ڈار ولد عبدالغفار ڈار، منور آباد سرینگر
خیر خواہ خادم ملت

(۸۵)

دیدہ دِل فرش راہ اوست نمے دانم گے رود
جاء گرفتہ است درتن و من از خود کے رود

یار بے عیب پُر ہُنر با وفاء و با صفاء
نکتہ بین و نکتہ دان اَز فراست کے رود

درندامت آب و آب بحر در قطرہ گُم شود
یارِ دین دار با شریعت از کامزی خود کے رود

پیر مغاں در سرم است دل بیدار پُر درد
باسوز و مست و جنوں خرد ازوَے کے رود

از وجودے اوبلر زم در شہود چوں مہر
در روز روشن او شمس تپش از خود کے رود

موئے موئے بن موئے در نالہ زاری اودرا راست
زُلفش کرد مصروف جہاں تاب از روئے کے رود

یار دیدم پُر خشم من زِ عجز خاک شُد
از شمرِ پرخم شُد است سجدہ ازمن کے رود

نحن و اقرب بامنم لوحِ ازل ہر وجود
رجید عاصی ردِ خلق ملک از خود کے رود

☆☆☆08-6-1970

(۸۶)

کلیدِ گنج سلطان لا الٰہ الا اللہ
کارِ رِنداں کُل جہاں است لا الٰہ الا اللہ

یابدے سرِ سلطان تحفہ یزداں بس ایں است
در جہاں روح رحمان لا الٰہ الا اللہ

سالکان را منزلش کوتاہ کرد ازیں ذکر
لا مکان معلوم شُد شان لا الٰہ الا اللہ

از وجودے ایں لُطف حق یافت آدم اصل خود
توبش منظور شُد ثان لا الٰہ الا اللہ

کس نہ شد رُسل الزماں تا نہ یابد مغز ایں
نورِ محمدؐ جانِ احد است لا الٰہ الا اللہ

علمِ کل کل بصارت سیر اسرار مخف کُل
محمد ﷺ رسول اعظم شان لا الٰہ الا اللہ

گنجِ ازل نورِ محمد بابہا علی قرار
ذوالفقارے ہر پیمبر لا الٰہ الا اللہ

چہ مے گوئیم واقف راز عاشق توحید دان
کرد قبول راز رجید لا الٰہ الا اللہ

❀❀❀

(۸۷)

در گنجینت غیب ثابت دست تو بالا ضیاء
پیمانہ آتشی دارد و جستجوئے بر خونِ من
زندگانی از دمش درد از وَے پُر عتاب
از بناء ایں کششِ دو آفاقش در ہجو من
سخنش در گوش پیوست ہوش عنقاء ایں جا است
وصل از من دور دارد و جستجوئے بہ خاکِ من
کرد او بے فکر خود در قفس من فراش خار
بستہ کرد از مو زنجیر بس آرزوئے بہ اشکِ من
چرا گوئیم منزلم از کُجا تا کے رود
چوں وجودش دیدِ من جستجوئے بہ جانِ من
من غلامش در طوق پنہاں از سلامت بے خبر
تس نس مسکنش رجید روئے آستانِ من

❁❁❁

رومی جان
مونگہ ہال اسلام آباد

(۸۸)

بادشاہے کون و مکان لا الہ الا اللہ
مہربانا دِل شکستگاں کار سازے ہر جہاں
از تو خواہم وصلِ ارمان لا الہ الا اللہ
سفر طول کشیدہ ام پیمانہ صبر لبریز است
یاوری کُن بہ بے کسان شُد چاک زبانِ ما
اے حاکم حُکام جہاں اجراء فرخندہ دستور ما
بخشندہ نعم و پنہاں لا الہ الا اللہ
ایں وقت اُفتادہ ام تو بداند رازِ ما
حل مشکل شیئاً للہ از طفیل اولیاء
جُز تو ندارم ہیچ کس اے شہنشاہِ لا مکان
تو حکیم حاذق است صفت تو بندہ پروری
مالکِ فرستادہ رجیدہ لا الہ الا اللہ

❀❀❀

شوکت احمد قادری، جنگلات منڈی اسلام آباد

(۹۱)

یا الٰہی عشق اشک چہ عجب
سوختہ سوختم در اشک ایں غضب
نالیدم صباء فسا چہِ کسب
ازاں پارہ پارہ اَم ایں غضب
بر افروختم از جہاں از نقب
شب و روز از دست بُردی ایں غضب
عاجزم از فتنہ تو پیدا کرد
ایں بحر ناپیدِ اَزل ایں عقب
از وجودے ایں سجود من شہود
در دہر بریاں منم ایں غضب
از لباسے اوکہ آمد احمدا
خرد منداں ہوشیار داری ایں غضب
جان من سوزند ہر آہِ آہ
ایں بحر ناپید ازل ایں غضب
از زبان رجید طایرِ لا اللہ
کیست باقی کہ عیارے ایں غضب

(۹۲)

الغیاث یا سلطان خوبان الغیاث
آمدم بہ قد ارمان الغیاث
وقتِ سلطان ذاتِ تو است لا ریب
فکر جلال با جمالت الغیاث

جو روستم برداشتم تا ایں دم
وز دِیری کے روا است الغیاث
دین و دل بتو دادم آہ بے قرار
در سخاوت در واہ گُنی الغیاث

بر ئے دلِ داغدارے مرہمے
خون ریز اورار شد است الغیاث
عالم تو بحر اسرار بے بیان
کس نہ گوئم دورو نزدیک الغیاث

درپے ات عمر مَن جاں نثار
یک نگاہ از فخر نے خود الغیاث
قصدِ تو دارد نہ دخلے کس بشر
برمنے کے ایں پزیرد الغیاث

شَو اِمشب مجلس آرا یا حکیم
درد مارا کُن دوا زود الغیاث
درجہ تو کس نہ دانند یا سلطان
جسدِ بشر ملک گویم الغیاث

بے کس و نادار محوِ انتظار
کم نہ باشی در خلافت الغیاث
کوئے تو شُد مسکنم بس ہجر کے
نامۂ رجید دیالہ گامی تر الغیاث

❀❀❀

(۹۳)

شُد اسد للہ برمن عیاں
وز لطف خواہم از سلطان
تصدیق ایں کرد خود سلطان
حاصل شرع در طریقت منان
علمِ لدنی شُدن علیہ سلطان
پیرِ اسد پاش بمن حنان
لا الہ الا اللہ شمس الزمان
در من مَن دَر شُدن سلطان
لا حول ولا سرِہ پنہاں
حسبنا اللہ عطائے سرِیر فُرقان
درس من شُد اول شرع البیان
از اسد رہ برم تا سلطان
خواہم بصارت زِ نو ِ رحمان
صاحب بُرہان خود رحمان

همه دور رهبراں ربط یزداں
بسوئے صمد محمد ایشان
سروِ سامان راهِ عشق و عرفان
یا الٰہی تقدیر منم گردان
چاک شُد عمرِ من بے گریبان
نہاں قبائے دلِ من در گریبان
کود کے در لگام برہنہ جان
تشنۂ شیر در پئے جانان
دستگیری اے شہہ زماں
رجیدؔ دیالہ گامی بگُو نورِ یزدان

❀❀❀

گلشنہ میڈم ریٹائرڈ اُستانی دختر اسد صاحب مسکین درھی ون اسلام آباد

قطعات و رباعیات

(۹۴)

شہرت بد کے ڈھولک میرے نام سجائے جاتے پیوست
کون یہ یقین کرتا لب بستہ معصومیت
قربت خودی کی کرنیں خود کو سجوا رہی تھیں
مُردم آزادی ہی مرادیں سجوا رہی تھیں

☆☆☆

تم شیر خوار ہو پیارو پنگوڑے سے بر نہ آنا
مجھ کو دیوانہ ہی سمجھ جنوں کی یاد دلانا
وادی گلشن رنجید رجیدؔ استغفر اللہ

☆☆☆

بیرون زور حکمت نہیں بس فطرت کار آور
نفسہ مطمئنہ جب ملے فقر اللہ کہلانا

☆☆☆

مادیت کے در پے جن کا ظن آخر ہوا بیدار
سو چوہے کھا کے بھی دور خلقان میں تحفہ قبول

☆☆☆

تیری اصلاح مطالبہ بھید امانت
کہیں نہ واہ ہو جائے شہود سے خیانت

☆☆☆

واہ رجید کیوں ایسے لاچار نظر میں مایوسی
ابھی راضی نہ ہوئے رہنمائی تیری شہواروں کو
مادیت کے دور دور نے روح کو چھپادیا
کرتے نہ کیا کرسکیں شکم پرستی میں

☆☆☆
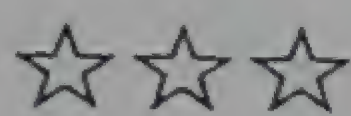
خاکی بنا بنا کے نچوڑنا دستور اُس کا
روئیدگی کی آزار میں کیا شکر ریزی بتلاؤں

☆☆☆
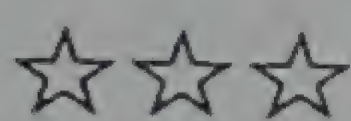
جس کے رگ و ریشہ دو انگلیوں اور انگوٹھے پہ یوں پیوست
کہ دنیائے دل کی عمیق ساگر اُسے نہیں بلائے کبھی

☆☆☆

تقدیر کی دنیا تدبیر ہے دشوار
ورنہ کوئی گلہ سلطان سے نہ ہوتا

☆☆☆

خود کو خبر نہیں خودی پہنچائے کہاں
کسان جسدی سُلہ سلطان بن گیا
عجب تھا مکتبہ سلطان جو عجب تھی رات اُس کی
شکل انسان دیکھا جنم میں ذات ہمہ اوست

❁❁❁
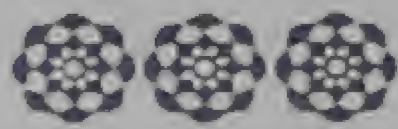
(۹۵)

کس کی شباب کس کے نظر سے نذر ہوگئی
ملے گی جو سلطانی یک روز گزر گذر ہوگئی
روح نے حکم سفر لایا لمحات کے شمار سے
آغوش ردِ خلق نے خودی کو سنوارا
عدو کبھی دوست کبھو کبھی ہیچ ہیچ
سفر عشق نے اتنورِ جلن سدا ہی بھڑکادیا
پنہائی کے عالم نے خود ہی توڑ دی سکوت
نامہ نویندہ نے فردا کو سنوارا
لذت پیدائش سراسر ناپید جیسے بنی تھی
ایسے ذرائع بشریت کو قلم دوات بتلایا
ایسے ہی کٹھن جسد سے شب روز میری گزری
جو عادات کوہستانی جنگل میں پنہاں بسادیا
درِ یار پہ موج بن کے شور بنتے رہو
ہوسکتا کبھی اپنے شوق ساحل سے ملادے
نہ کہنا روا ہے نہ سکوت ساقی

گریبان میں زنجیریں صدائے خوشنودی
دور آفات کی پکار عیدگاہ تک ہوئی شکار
خانۂ ماتم کناں میں اللہ کافی دل داغدار
قلم سے کتنا لکھا جائے ان کی کہانی
عمر بھر جو کہانیاں گزار ہو کے بنے چلے
یہ دنیا فانی دیکھئے اک تماشاہ ہے
گہرے زخموں کو کب کون دیکھتا ہے
اس دور مادیت میں بجواز ترقی بکھرتے مسلمان
کس کے ماتم کدہ پر کون لب دل بلاتا ہے
سب دعویٰ علم توحید کے بانگ زن مسجد مسجد
کب کون کہاں انسان دوستی کا ہاتھ ملاتا ہے

❁❁❁

(۹۶)

درِ یار پہ موج بن کے شور بنتے رہو
ممکن ہے کہ کبھی اپنے شوقِ ساحل سے ملا دے
کیا مشتاق اپنا میں مرغِ بسمل
ہوا پامال درِ خاک توبہ توبہ
ارے رجید تم کیوں دائم رونا روئے رہو
درِ معشوق گذرگاہ کبھی جلوہ گاہی ہو جائے
لا اللہ کی وحدت میں کثرت سے ہو بغل گیر
جبلت جنسیات ہو دور بنے فرشتوں سے وصل زنجیر
دہکتی آگ میں کودنا تقدیر امرِ یزدانی
رجید کی محفل میں گُل نوازہ بسر قربانی
بحر رواں یہ کارواں چار یا چہارہ سلاسل
نکلتے کھلتے شگوفوں میں خزاں کی نہو مہار ہل چلے
جس کے نس نس اشکِ خون سیل بج رہی
قُربت خودی کی نیل گون سہیل سج رہی

مردم آزاری ردِ خلق مرادیں سجوائے پیش رب
وہ شریعت کے ڈھیلے دھاگوں میں زنار پہنائے یارب
شب کو وصال یار میسر ہوا ہر شب مجیب
صبح ہوئی تو اغیار کے قطار گنے نصیب
وجود خود سے ہو آشکار سجدہ یار میں
رہبر جو بے نیاز ملے ستارہ دیار میں
گلوں کو ہٹا کر کام کانٹوں سے بنا ہے
بستی اجاڑتے کام آبلوں سے بنا ہے

۞۞۞

(۹۷)

ولا دل جلا ہوں کہ گُل پوشی خاردار بنادیا
مقدر میں یہ غلامی کسی کو نصیب نہ ہو

☆☆☆

آسان نہیں بشر سے جنسیات کھا جانا
جس نے یہ رام کیا فقیر کہلایا
فخر اُس پر ہے کہ جاوید سنت جس کے ہو روبرو
رضائے خدا قل ھو اللہ برترک صابر کہلایا

☆☆☆

سورۂ اخلاص کی تاثیر مجھ پہ ہو یارب
تشنگی بشریت سے خلاص کر دے یارب
طاقت لطف دوئی میں یکسوئی وصل ہو
زیست دوام کردے فقر و فقیر یارب

☆☆☆

کون ہے وہ چہل سال ہوا روپوش
خود سے نہیں خود ہی بُو نکل آتی بہ جوش

☆☆☆
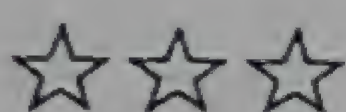
زمانہ میں جو دیکھتے ہیو رنگے سیار
کسب معاش میں وِردات کے ہیں مستعار
مت چل درپے سارنگ و بھنگ ساحروں کے
آخر خدا کے نہیں جابروں میں ان کی بنے قطار

☆☆☆

دہکتی آگ میں کودنا تقدیر پر بنی تھی جس کی
وہ امریز دانی جو آخر پھولوں کی ہار لائی

☆☆☆

صورت جوانی دیکھنے کو کیا ملے میری
جس کی نس نس میں اشک خون سیلاب

☆☆☆

میرا کام بنا ہے تیرے کوئے سجدہ سجدہ
اشکِ ملامت سے بنے ہر شئے کعبہ کعبہ
شریعت کے زنجیروں میں زُنار پہنایا
سرِ راہ بھید افشائی عقلاء کا بنا کام

☆☆☆
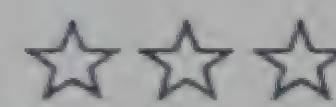
شب کو وصال یار میسر ہوا ہر شب
صبح ہوئی تو اغیار کے قطار میں گنے نصیب
صنف نازک کم سنی دل وسواس بے قیاس
سر پہ پھندنا شانِ ناموس چونچ ہُد ہد چپ راست

۞۞۞

(۹۸)

نامعلوم لاتعداد ہوئے نمایاں رنگے سیار
انہیں پسندیدہ بتلائے بوجہ باج ادائی

قید حیات سلطان کو درویش متو مجذوب کہلاتے
اب روپوشی میں اسے نو نسل بنے یادِ گداگر

مصاحب ماضی دست خالی خانہ آوار مایوس
اب حیرت ہے نئی صف بندی بوجہ زرادائی

وہ سہروردی پسندیدہ یکتائی کا مردانہ وار
اب زر و زن زمین کا مصروف مُلک پار

درویش طریقت پسند سے صحبت ہوئی ہو اگر
اِک جلالی شہود آہنگری کے جسد پہلوان تھا

جلالِ سلطان کی یوم و شب زائرین کو ہی معلوم
یہ سب فراموش مقبرہ برائے خانہ خود مزین

تنہائی کا دلدادہ اور کمال پرواز در بصر
بعد روپوشی مشتہر سیاست یا موسیقی ساز باز

بے درک دین ان پڑھ ایوان سیاست کے معتقد
ہر روپ دھار دھار کے عشرت کے خمیر معاد

اے برسر پھُندے سوار نے والو شرماتے بھی نہیں
سیاست کی مکھیاں لطف سے چبھاتے رہے ہند

۞۞۞

(۹۹) مرثیہ نوازہ

زخم جگر سے لہو نہیں تھمتا تیرے ہجر میں اے شہید
دل کی نیس تڑپتیں سدا ارض بے چین اے شہید
چھلنی چھلنی ہوگئے تیری یادوں میں ادائیں مچلتی ہیں
عبرت لیں نو دختران ہر برائے دین متین اے شہید
غارت گری وہ ستمگری آہ لرزتیں بادِ جہاں
تو دلہنے کلمہ حق تیرے زیور زیبد جبین اے شہید
ریشیوں کی سرزمین پہ کب تک رہے باطل حکمران
سروں کے ڈھیر پہ رواں جشن شمر لعین اے شہید
دستور حیاء کی بازیابی کے لیے نذرانہ دیا جانِ خود
تقدیر سازی کے آرزو میں روا بدر و حنین اے شہید
آہوں سے بھری یہ سرزمین دیکھ شہنوازہ کتنے مکین
معصوم ارواحاں منتظر تعبیر صدق و یقین اے شہید
امن کی چادرِ معاد میں لپٹاتا رہا شکرِ مغرب آہنین
یارب قبولِ لہو میں دیر کیوں ہو تابان حنین اے شہید
اعلان دل کشمیریاں بجتے ہیں اجل کی شہنائیاں
ہوسِ حکمرانی میں پنبہٗ یزیدی گوش نشین اے شہید
رجید اس غریب خانہ میں ماتم کی ساتویں برسی مقیم
سب ٹکٹکی باندھے شہنوازہ بر دعوت حق الیقین اے شہید

(۱۰۰)

تمنا نہیں مجھ کو زردار ہونے کا
زبانِ مار ہل ہلتی ظن ڈسنے کا
سوزش جگر کی آہیں متواتر تا فلک
داستان اجتبیانہ خلق تا ملک
مجھ پر جو بنتی آن میں وہ اوروں کو کب عمر تک
میری ہر آں بے نم بس ہر ذرہ آتشیں
میری واویلا کب تک بنے دایم
آشناؤں نے اسیری ٹھہرائی دم بدم
غیروں کی جفا نابینائی بینائی تک
پر میرے سینے کو کرنِ نور پہنچائے آرہے
تنگ دستی بنتی ناموس پہ تلوار
نہ سر پہ کُلا نہ ٹانگوں میں شلوار

❁❁❁

(۱۰۱)

سکھلائی نماز نمازی گذرے نماز جنازہ مجھے ہی
حدِ شرع سے مت گذرے میاں رکھا مجھے ہی

بنا بنا کے مسلم کافری سے عیاں پڑا واسطہ
شریعت رمزِ سیف لے گواہ رکھا مجھے ہی

طرب و چنگ بزم سے بتلائے عداوت کیوں
تلاوت مٹھاس پسندِ رب ریسمان رکھا مجھے ہی

جانتا نہیں حیلے باریک حیلے نظر انداز کیوں
توحید کی تلوار رجید مو آویزاں رکھا مجھے ہی

۞۞۞

(۱۰۲)

روح نے حکم سفر لایا تھا انفاس کے بہ شمار
آغوش رد خلق نے خودی کو سنوارا

پنہائی کی عالم نے خود ہی توڑ دی سکوت
نامۂ نویندہ نے کج حروفی کو سنوارا

عدو کبھی دوست کبھی کبھی بیچ بیچ
سفر عشق نے تنورِ جلن زمرودی بھڑکایا

❀❀❀
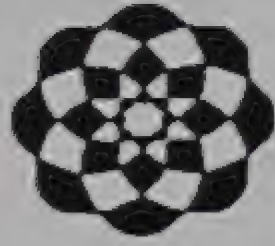
امتحان کتنے لیے کس نے دئے حیرت حیرت
ازل خود امتحان دور فلک حسرت حسرت

حیران ہوں نام کون سجوا کے حیلے کس دئے
رکھ دیا یاں کس کو پنہاں شور خلق حسرت حسرت

جرم ناروائی بندھے جھگڑا در بازار
جو سفینہ نشین رواں بادِ برق حسرت حسرت
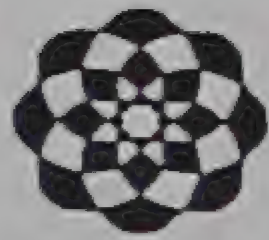
خدایا یہ کون عالم ہے بندہ پروری کا
کہ جس کو ہم خیر سمجھتے نتیجہ دردسری کا
میں حیران ہوں یہ کیا اور وہ کون ہے کس کا
ہمہ اوست جو بصر دیدی سبھوں میں خود پایا

☆☆☆

آفات سماوی ہم پہ ہر لحہ کا کیا امتحان
بُلادیا جس سو وہی بنے کیا امتحان
یہ عالم حیرانی ہے حیرانی سے جاکر بھی
سکھلایا سبق عجب پریشانی سے جاکر بھی

☆☆☆

اپنے خانہ مسجد بھی بنائے زِ اہتمام اَذکر اللہ
تنظیم اجتماعیت رہے زِ انضمام اولیاء اللہ
ردِ اے دین کی ہو ایسی پکڑ حجرہ آسود ہو نصیب
ورنہ نہ ہو پو جائے شکم ابہام غیر اللہ

☆☆☆

سخنوری پھیلاؤ نہیں دوستو
نس نس خون ریزی دشوار دوستو
نوشتہ فرد یگانہ نہیں خود سے بے گانہ
یاں سلوک کی جگر سوزی سوئے جانانہ

☆☆☆

یہ خرد کی پھلواڑیاں نہیں تعمیر ریت خانہ
دستر خوان عرق ریز دشوار دوستو

☆☆☆

خرد دل پہ چھاؤں کیسے اپنا اپنالوں
مال خود ارض ستمگر کون ٹھکانہ بنالوں

☆☆☆

سیاہی سے غلاف کعبہ سیاہی پہنادیا
طواف کرتے مدعا بھولے کس کی سلام بجا لایا

تصانیف رجیدہ پیٹھ دیالہ گامی

ابتدائی دور سال ۱۹۸۱ء کے بعد باری باری در صحبت سلطان صاحب ۵ عدد گلدستہ سہروردیہی کے پارچے چھاپ کر اجراء کئے گئے۔ اس کے بعد ۲۰۰۵ء سے باضابطہ سال بہ سال کتاب مناقب نداہتکی آلو سے غزلیات کشمیری و در نثر بہ زبان کشمیری اجراء ہوتے رہے۔ جن کی فہرست ہر اجراء کردہ دستاویز کے آخر شامل کیا جاتا رہا۔

۱۔ نداہتکی آلو۔ مناقب اولیاء اللہ در زبان کشمیری

۲۔ خون جگر چوم۔ غزلیات در زبان کشمیری

۳۔ عشقہ بُسر (۲۰۰۸ء) غزلیات در زبان کشمیری

۴۔ اشہ ہٹی پوشہ پھٹی۔ مناقب سلطانیہ سہروردیہ در زبان کشمیری

۵۔ سوزِ جگر۔ اردو غزلیات۔

۶۔ وجودِ شاعری تہ تصوف اردو، تواریخ نثر در زبان کشمیری۔

۷۔ توحید تہ تصوف۔ مفصل تواریخ۔ مترجمہ نثر مودودیؒ تہ داتا گنج بخشؒ

۸۔ اُسی اُس ہٕ ے فنافی الشیخ۔ فقیروں کی دنیا میں پہلی تواریخ۔ طریقت پسند سلہ صیب۔

۹۔تواریخ دیالہ گام۔دیے گوم آلودر زبان اردو۔

۱۰۔سُلہ صیب کی آخری دوسالوں کی حال زندگی۔مکمل

۱۱۔کتاب غزلیات۔اسرارِصوفی خنجر

طلب طباعت

۱۔ حجتِ علم وزبان روح..........اردونثر میں

۲۔آنسوں کے شعلے......اُردونثر میں

۳۔فقرکی بےرُخی..........

۴۔مکمل تواریخ سلطان بدسگامی، کلچرل اکادمی کے پاس چھاپ شدہ ہے

۵۔کلام وارشادات سلطان صیب

۶۔واردات معتقداں

۷۔آہِ مظلوم کشمیریاں

۸۔بٹھ ژلی گرٹھ تراوِت

۹۔صوفی کی تلاش باہمہ اوست

ازلہٕ ابدُک میُل چھُ تقدیرُک قلم
تا دمس رجیدؔ گاران گس ونے

آدمس بر دوش از تام سوے اَلم
غم میٚہ تھاۄنم غم خوارن گس وَنے

یارٕ سٕندِس تتھ امارس
کالہٕ شھمار بر سر ڈیوٗنٹھے

بالہٕ یارس پتہٕ پتہٕ لارس
یار ڈیوٗنٹھہٕ مے أندرے ڈیوٗنٹھے

راز سوٚنُے یارٕ عشقہٕ بمار
رجیدؔس من سر ڈیوٗنٹھے

زانہِ سُے یَس راوِ لوکچار
یار ڈیوٗنٹھے أندرے ڈیوٗنٹھے

عشقہٕ مأدانٕ ہٕرتھ بہٕ نیوٗنس
رجیدؔ پوٚک قول و قرارس

گوم والان پوٚس بے داب
تھوونم نَے تاب مےٚ پانس

Almighty Allah liked and accepted sacrifice of Shah Nawaza, daughter of Rajeedah on 01-05-2004. New growing young generation of sons and daughters are present infront of Shaheeda's tomb. Pray for her heaven and success for hereafter.

1. Gull Andleeb,2. Gul Nesheen D/o Mr. Yousuf R/o Dooru, 3. Standing Sahie 4. Gazala D/o Bashir Ahmad S/o Rajeedah 5. Shah Nawaz Bashir. 6. Shaiq + Ahtism Ali S/o Fayaz Ahmad S/o Rajeedah, Mozin Ashraf, 11 month age. May Allah guide all.

Designed & Printed by:
AL-HAYAT printographers
GawKadal, Srinagar
2473818, 9419403126
949525103,9419422263